تعلیم الایمان

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. (الزمر:٦٧)

اوران لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔

صفاتِ الٰہی

الودود۔ الشکور

میں غور وفکر کا طریقہ

مؤلف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

مفتی محمد شعیب مظاہری

ناشر

عظیم بک ڈپو، دیو بند، یو پی، انڈیا

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفاتِ الٰہی الودود، الشکور میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیرسرپرستی:۔ مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری 9849085328
(مفسر قرآن ومصنف: ''آسان ترجمہ وتفسیر قرآن'')

مفتی محمد شعیب مظاہری 9640213661
(خطیب مسجد وزیر النساء، احمد نگر)

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴۴۳ھ

تعداد اشاعت:۔ 300

کمپیوٹر کتابت:۔ محمد کلیم الدین سلمان قاسمی۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈ پو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔9997177817

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے ''ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ'' پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔
عظیم بکڈ پو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ کو ان کی خواہش پر ایک نسخہ تحفۃً دیا جائے گا۔

اَلْوَدُوْدُ

بے حد محبت کرنے والا، دوست اور بھلائی چاہنے والا

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ o (البروج ۱۴)

وہ بخشنے والا محبت کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو بنایا ہے تو وہ ان کا دشمن نہیں؛ بلکہ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور ان کو دنیا کی زندگی میں فرمانبرداری اور نافرمانی دونوں حالتوں میں بھی احسانات اور نعمتوں میں رکھتا ہے، الٹا اپنے نیک بندوں کو آزمائش اور مصیبت میں رکھ کر محبت میں درجات بلند کرنے کے لئے امتحان لیتا ہے۔

☆ اللہ نے انسانوں کی یہ فطرت بنائی کہ جب کوئی ان کے ساتھ احسان کرتا ہے، تواضع اور اکرام کرتا ہے، عزت دیتا ہے، تو انسان اپنے محسن سے محبت کرتا، اس کا ادب و احترام کرتا، اس کی فرمانبرداری کرتا اور نافرمانی کو بہت بُرا خیال کرتا ہے، انسان کی اسی فطرت کے پیش نظر اس مضمون میں مختصر انداز میں اللہ تعالیٰ کے انسانوں اور جنوں پر احسانات وعنایات اور مہربانیوں اور اللہ کی طرف سے ان کی خاطر تواضع اور ضیافت وعزت عطا کرنے کو سمجھایا جائے گا، تاکہ انسان ان پر نظر رکھے اور اس طرح کائنات میں غور وفکر کرکے اپنے مالک کی مہربانیوں کو سمجھے تاکہ اس میں احسان مندی کا مزاج پیدا ہو اور اللہ سے محبت بڑھے اور وہ اللہ کی غلامی وبندگی کے لئے ہر لمحہ تیار رہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فطرت میں مہمان نوازی کا طریقہ رکھا ہے، اور یہ انسانوں کی فطرت بنائی کہ جب وہ کسی سے محبت کرتے ہیں اور اس کو اپنا دوست اور چاہنے والا سمجھتے ہیں تو اس کے آنے پر شاندار استقبال کرتے ہیں، اس کے لئے گھر کو صاف ستھرا کرکے سجاتے ہیں، اس کے ٹھہرنے کا آرام دہ انتظام کرتے ہیں، اس کے لئے عمدہ اور آرام دہ فرنیچر اور سواری کا انتظام کرتے ہیں، شاندار پردے اور قالین وغیرہ بچھا کر

کمرے کو سجاتے اور اس کی ضیافت خاطر تواضع کے لئے ہر وقت تازہ تازہ نئی نئی غذاوں کی ڈشش، پھلوں اور میٹھوں، شربتوں سے اس کا اکرام وتواضع کرتے ہیں، اس کی خدمت کے لئے نوکر تیار رکھتے ہیں، تاکہ مہمان کو اس کے رہنے تک بیزاری اور تکلیف نہ ہونے پائے، اور وہ سکون وآرام کے ساتھ رہ سکے، اس کے برعکس اگر کوئی فقیر مانگنے آجائے تو اس سے کوئی خاص تعلق کا اظہار نہیں کرتے، وہ اگر کھانا پانی مانگے تو گھر کے باہر ہی بیٹھا کر کاغذ یا پتے میں کھانا دے دیتے اور ہاتھوں پر پانی ڈال دیتے، فقیر کو باسی اور بچا ہوا کھانا دے دیتے ہیں، اس سے کوئی محبت اور انس نہیں ہوتا، جیسے اپنے دوست اور محبت کرنے والے مہمان کے ساتھ ہوتا ہے۔

☆ انسان کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ وہ حسن سلوک اور احسان اسی کے ساتھ کرتا ہے، جسے وہ چاہتا اور محبت کرتا ہے، کوئی ایسا انسان آجائے جسے وہ پسند نہیں کرتا یا اس کا نافرمان اور باغی ہو یا دشمن ہو تو احسان، خاطر تواضع اور اکرام اور مہربانی نہیں کرتا، اس کے آنے پر استقبال اور محبت کو ظاہر نہیں کرتا، مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں، اللہ تعالیٰ اَلْوَدُوْدُ ہے، اس نے دنیا بنائی اور اس دنیا میں اپنے فرمانبردار اور نافرمان دونوں بندوں کے لئے ان کی خاطر تواضع اور ان کی ضیافت اور آرام وسکون کے لئے بے شمار نعمتیں اس دنیا میں رکھی ہیں، وہ اَلْوَدُوْدُ ہونے کے ناتے اپنے تمام بندوں کا دنیا کی زندگی کی تمام ضرورتوں کا پورا پورا خیال کرتا ہے، الٹا اپنے نیک بندوں کی مصیبت اور تکالیف زیادہ ہونے کے باوجود کافر اور مشرک انسانوں کو دنیا کی عیش وعشرت اور نعمتیں خوب دیتا ہے، اس کو یہ بات معلوم ہے کہ اس کے نافرمان کافر اور مشرک بندے آخرت میں اس کی نعمتوں سے محروم رہیں گے تو اس نے دنیا کو کافر اور مشرک کے لئے جنت بنا ڈالا اور فرمانبراداروں کے لئے جیل خانہ بنا ڈالا، آخرت کی محرومی کی وجہ سے کافر اور مشرکوں کو وہ دنیا میں اپنی بہت ساری نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے قابل رکھا ہے تاکہ کافر اور مشرک اس کے احسانات کو سمجھتے ہوئے کم سے کم مرنے سے پہلے اس کو مان کر دنیا سے جائیں اور

اپنی زندگی کو ناکامی سے بچالیں اگر وہ اَلْوَدُوْدُ نہ ہوتا تو کافر اور مشرک کو مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی نعمت نہ دیتا، مگر وہ اَلْوَدُوْدُ ہونے کے ناتے تمام بندوں پر رحم کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے تمام بندے دنیا میں کامیاب زندگی گذار کر آخرت میں کامیاب ہوجائیں اور اس کے عذاب سے بچ جائیں۔

☆ اللہ نے اپنے بندوں کے لئے یہ دنیا کا گھر بنایا، مگر اس دنیا کے گھر کو معمولی اور جھونپڑ پٹی، سلم بستیوں کی طرح گندہ تکلیف دہ نہیں بنایا، یا پوری زمین کو ریگستان جیسی نہیں بنایا، وہ دنیا کے اس گھر میں ایسے ایسے انتظامات، سجاوٹ، قیمتی سامان، شاندار خدمت گذار، سواریاں اور مزیدار طرح طرح کی غذائیں رکھی ہیں کہ دنیا کی امیر سے امیر دولت مند حکومت بھی اتنے انتظامات نہیں کرسکتی، تا کہ اس گھر کا مہمان سکون وراحت کے ساتھ مزے لیتے ہوئے زندگی گذارے اور اس کو پہچان کر اسی سے سب سے زیادہ محبت کرے، اگر انسان دنیا کے اس گھر کی نعمتوں اور راحتوں پر غور کرے گا تو اپنے مالک کا احسان مند بن کر اس کو مانے بغیر نہیں رہ سکتا اور اس کی محبت میں دیوانہ بنے گا

☆ اللہ نے اس دنیا کے گھر کو مختلف رنگوں سے سجایا ہے، اس کو بے رنگ نہیں رکھا، اس نے اس گھر کے تمام مخلوقات کے رنگ صورتیں الگ الگ انداز کے رکھے، اگر وہ چاہتا تو ہر ایک کو صرف ایک ہی صورت اور رنگ کا رکھ سکتا تھا، تب بھی انسان کی زندگی گذر سکتی تھی، وہ ہر قسم کی خوبصورتی مزے اور آرام اپنے بندوں کے کامیاب ہونے کے بعد بھی جنت میں دے سکتا تھا، مگر وہ اپنے بندوں کا دوست ہے، وہ اپنے بندوں کی فطرت جیسی بنائی اسی کے مطابق کائنات میں رنگینی رکھی، اس کو معلوم ہے کہ انسان ایک ہی قسم کے رنگ سے بیزار ہوجاتا اور تکلیف سے زندگی گذارتا تھا۔

☆ سب سے پہلے غور کیجئے کہ دنیا کے اس گھر کی چھت آسمانوں کو دن کے وقت ایک رنگ کی رکھا اور رات کے وقت ایک رنگ کی رکھا، دن میں اس کو نیلا رنگ دے کر سفید، لال، کالے بادل ان پر لاتا اور اس کو ہر روز نیا کا نیا بنائے رکھا ہے، رات کے وقت چاند

اور ستاروں سے سجا کر کالے آسمان پر سفید تاروں کی خوبصورتی اس کے حسن کو مزید اضافہ کر دیتی ہے، انسان ہر روز اس کو دیکھ کر کبھی بیزار نہیں ہوتا؛ بلکہ بار بار دیکھ کر سکون پاتا ہے، پھر آسمان جیسی کوئی دوسری چیز اس گھر میں نہیں بنائی پھر اس کی محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے اس چھت کے نیچے غریب و امیر اور فرمانبردار و نافرمان سب کو سونے دیتا اور ان کی آنکھوں کو سکون عطا کرتا ہے، اگر وہ چاہتا تو آسمان کو بے رنگ بھی رکھ سکتا تھا، تب بھی مخلوخات کی پرورش ہوتی، وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا اور ان کی ہر طرح سے بھلائی چاہتا ہے، وہ بندوں کا دوست ہے اسی لئے اس نے رنگ دار خوبصورت چھت بنائی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے، جگہ جگہ پہاڑوں کا سلسلہ رکھا، پہاڑوں میں کہیں لال پتھر ہے کہیں کالا پتھر رکھا اور کہیں چمکدار بھورے رنگ کا کہیں پہاڑوں پر برف جمع کر کے ان کو سفید بنا دیا، برفانی پہاڑوں پر برف کو روئی کے گالوں کی طرح برساتا ہے اور روئی کی طرح نرم نرم برف جمائے رکھتا ہے، پھر برفانی علاقوں کے، پہاڑی علاقوں کے، ریگستانی علاقوں کے، سمندروں کے، زمین کے، جنگلات کے جانور الگ الگ بنا کر دنیا کو سجایا، زمین پر پانی برسانے کا انتہائی خوبصورت آرام دہ نظام بنایا، تاکہ انسانوں کے کھیتوں، درختوں، پودوں اور جانوروں کو اور مکانات کو کوئی نقصان نہ پہونچے، پہاڑوں سے آبشار گراتا ہے اور آبشار کے پانی میں مچھلیوں کو مخالف سمت اُڑاتا ہے، زمین پر ہریالی نما قالین، چمن باغات کھیت بچھائے، ایک سے ایک خوبصورت اور رنگین پرندے انسانوں کے اطراف رکھے، مختلف قسم کے جانوروں سے جنگلوں اور سمندروں کو آباد رکھا، پرندوں کی مختلف آوازیں رکھیں، درندوں کی مختلف آوازیں رکھیں، سمندروں، تالابوں اور جنگلوں میں خوبصورت مناظر پیدا کرتا ہے، سمندروں میں بڑی بڑی موجیں اٹھاتا ہے، مچھلیوں کے تیرنے کے طریقے الگ الگ رکھے، ان تمام چیزوں کے بغیر بھی وہ اپنے بندوں کو دنیا میں رکھ کر پرورش کر سکتا تھا، مگر وہ مہربان، دوست اور بھلائی چاہنے والا ہے، اَلْوَدُوْدُ ہے، اس لئے اللہ نے دنیا کو رنگین اور حسین اور دلچسپ بنایا

تا کہ اس کے تمام بندے دنیا کی زندگی سے بیزار نہ ہوں، راحت وسکون کے ساتھ زندگی گذاریں، انسانوں میں جو بیوقوف ہوتے ہیں وہ ان تمام راحتوں سے متاثر ہوکر مستی اور عیش کی زندگی گذارتے ہیں، آرام ملنے پر مزید اللہ کے باغی بن جاتے اور سمجھتے ہیں کہ دو روزہ زندگی میں عیش ہی عیش کرنا ہے، وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ عیش وآرام ان کو اللہ کا شکر گذار بندہ بننے کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ باغی اور نافرمان بننے کے لئے، سمجھدار اور عقلمند انسان اللہ کی ان نعمتوں اور راحتوں سے متاثر ہوکر وہ مزید اطاعت گذار اور شکر گذار بندہ بن جاتا ہے، اللہ بھلائی نہ چاہتا تو اس قسم کا ماحول وہ جنت ہی میں رکھ سکتا تھا۔

☆ اس نے دنیا کے اس گھر کو مختلف درختوں اور پودوں کے باغات چمن اور کھیتوں سے سجایا، جس طرح آسمانوں پر تارے سجائے، اسی طرح زمین کو درختوں اور پودوں سے سجایا، پھر درختوں کو مختلف جسامت اور قد والا بنایا، ان کے پتوں، پھولوں اور پھلوں، رنگوں اور خوشبو الگ الگ رکھا، وہ اگر چاہتا تو سب درختوں کو ایک جیسا ہی اور ایک ہی رنگ کے پھولوں پھلوں والا رکھ سکتا تھا، اس پر بھی انسانوں کی پرورش ہوتی تھی، مگر اس نے درختوں کے ذریعہ اس گھر کو حسن وخوبصورتی عطا فرمائی، تا کہ اس کے بندے سکون وراحت کے ساتھ ہرے بھرے رنگ برنگ کے پھولوں والے ماحول میں تازگی کے ساتھ خوشبو لیتے ہوئے زندگی گذار سکیں اور زندگی سے بیزار نہ ہونے پائیں۔ اگر وہ چاہتا تو سب درخت اور ان کے پھول ایک ہی طرح کے بغیر رنگ والے رکھ سکتا تھا، اس میں خوشبو نہ بھی ہوتی تو بندوں کی پرورش کر سکتا تھا، مگر یہ اس کی محبت ہے کہ اس نے گھر کو مختلف درختوں اور پودوں سے سجایا اور پھولوں کو خوشبو سے بھر دیا، پھر ہر درخت سے الگ الگ طرح کے پھل نکال رہا ہے، ہر پھل کا رنگ، مزہ اور خاصیت، خوشبو الگ الگ رکھی، پھر پھلوں کو گرد دھول، کیڑوں سے بچانے، پرندوں سے بچانے ان پر چھلکا رکھا اور بعض پر تو وہ اپنے بندوں کو کھلانے کے لئے سخت قسم کا کور رکھا، پھر جو وزنی پھل ہیں ان کو اپنی حکمت سے بیلوں کے ذریعہ زمین پر پیدا فرماتا ہے تا کہ وہ گرنے نہ پائیں، اس لئے کے ان کی

ساخت نرم ہوتی ہے اور وہ آسانی سے بندوں کو مل جائیں، پھنّس کے پھل کو جو بہت وزنی ہوتا ہے درخت پر پیدا کرتا ہے، اس کی ساخت موٹی ہوتی ہے وہ گر کر نہیں پھوٹتا، اس کے علاوہ وہ ترکاریوں میں پھلّی کی ترکاری بیلوں پر پیدا کرتا ہے جو ہزاروں میں ہوتی ہیں، تاکہ انسانوں کو توڑنے میں آسانی رہے، درختوں پر پھلی لگتی تو انسان توڑ نہیں سکتا تھا، پھر وہ اپنے بندوں کی صحت کی حفاظت اور ان کو آرام پہنچانے ہر موسم کے پھل الگ الگ رکھے، گرما میں ٹھنڈے پھل اور سرما میں گرم پھل وہ دنیا میں بھیجتا ہے، پھر ہر پھل کے تیار ہو جانے کے بعد اس کی خوشبو الگ الگ رکھی تاکہ بندے کچے پھل نہ کھائیں، پھلوں سے مشروبات بنانے کی صلاحیت دی انسان کو، فروٹ کا میٹھا بنانے کی صلاحیت دے کر بہت سے پھلوں کا ایک ساتھ لذت اور مزہ اٹھانے کے قابل بنا دیا، بہت سے پھلوں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے اور فروٹ کا میٹھا بنانے کی صلاحیت کسی پرندے کو حاصل نہیں، یہ سب نعمتیں وہ اپنے بندوں کو کامیاب ہونے کے بعد جنت میں بھی دے سکتا تھا، مگر وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور وہ اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے، اس لئے فرمانبردار اور نافرمان دونوں کے لئے دنیا کی نعمتیں خوب رکھا ہے تاکہ اس کے بندے اس کی محبت کو سمجھ سکیں اور اس کے احسان مند بن سکیں اور اس سے محبت کر سکیں، نافرمان بندوں کے لئے تو دنیا کو جنت بنا ڈالا، اتنی فکر اور بھلائی رکھنے والے دوست اور احسان کرنے والے کو اگر انسان سمجھ نہ پائے تو یہ اس کی بدبختی ہوگی، ناشکری اور نمک حرامی ہوگی کہ وہ اپنے محسن کے اکرام، خاطر تواضع اور خیال رکھنے کے باوجود اس کا شکر گذار بندہ نہ بنے، اس سے محبت نہ کرے، اگر وہ چاہتا تو ایک دو پھل بے رنگ پھیکے اور خوشبو سے خالی، کڑوے، بدمزا بھی رکھ سکتا تھا اور بندوں کی پرورش اس سے بھی ہو سکتی تھی، بندے مزہ اور لذت لئے بغیر انہیں کھاتے تھے، مگر وہ احسان اور محبت کے ساتھ اپنی طرف دعوت دے رہا ہے۔

☆ اس کی ضیافت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو زندگی کا لطف دینے اور مزیدار زندگی دینے اور غذاؤں میں لطف اور لذت دینے مختلف غذاوں کے مختلف مزے رکھے،

چنانچہ مختلف اقسام کے چاول اور گیہوں پیدا کئے، پھر چاول میں بھی باریک اور موٹے چاول کا مزہ الگ رکھا، انسانوں کی ضیافت کے لئے ہر روز کے استعمال کے چاول سے ہٹ کر خوشبودار باسمتی چاول جن کی لمبائی عام چاول سے الگ الگ ہوتی ہے لمبا لمبا چاول پیدا کیا، فرمانبردار نافرمان دونوں بندے اس کو کھاتے وقت خوشبو کے ساتھ کھاتے اور غذاؤں کی لذت لوٹتے ہیں۔

☆ اس کی تواضع کا یہ عالم ہے کہ اس نے صرف اپنے بندوں کے منہ کی لذت کے لئے مختلف اقسام کی ترکاریاں پیدا کیں، تاکہ بندے ہر روز ایک ہی قسم کا سالن کھاتے کھاتے بیزار نہ ہو جائیں، دوسرے جانداروں کے لئے ایسی سہولت اور مزے نہیں وہ جو ملے اسے کھالیتے ہیں، ہر روز گھاس ڈالئے، پتے ڈالئے، گوشت دیجئے، بس کھاتے رہتے ہیں، کبھی بیزاری ظاہر نہیں کرتے کہ ہم روز گھاس ہی کیوں کھائیں؟ اللہ تعالیٰ نے بندوں کا بڑا خیال رکھا ہے اور ان کو لذت دار غذائیں کھلا رہا ہے، چاہے وہ فرمانبردار ہوں یا نافرمان، اس کی پرواہ کئے بغیر اپنی نعمتیں دونوں کو کھانے کا موقع دے رہا ہے، یہ سب انتظامات کون کرتا ہے؟ جو محبت رکھتا، جو ہمدرد اور دوست ہو، اسی لئے وہ فرمانبردار اور نافرمان دونوں کی یکساں پرورش کر رہا ہے، نافرمانوں کو اپنی نعمتوں سے محروم نہیں رکھا ہے، بے شک وہ الوَدُود ہے وہ اگر چاہتا تو صرف ایک غذا دال کھانا کھلا کر بھی زندہ رکھ سکتا تھا، تمام نعمتیں وہ بندوں کے کامیاب ہونے کے بعد جنت میں بھی دے سکتا تھا، عقلمند سمجھدار بندہ اس کی ان تمام نعمتوں کو استعمال کر کے اس کا شکر گذارہ بندہ بن جاتا ہے، باغی اور بیوقوف بندہ نعمتیں کھا کر بھی ناشکرہ رہتا ہے۔

☆ دوسرے جاندار اگر گھاس کھاتے ہیں تو زندگی بھر گھاس کھاتے، پھل کھاتے ہیں تو زندگی بھر پھل کھاتے، گوشت کھاتے ہیں تو گوشت ہی کھاتے ہیں، ایک شیر، ببر اور چیتے کو آم، جام، انگور کا مزہ ہی نہیں معلوم، ایک پرندہ جو میوہ کھاتا ہے اس کو گوشت کا مزہ ہی نہیں معلوم، ایک بکری، گائے، بھینس کو انڈے گوشت اور میٹھوں کا مزہ ہی نہیں معلوم، پھر

دوسرے تمام جانور اپنی غذاؤں کو آگ پر بھون کر نمک، تیل اور مرچ استعمال کر کے مزہ نہیں لے سکتے، وہ کچی اور پھیکی غذائیں کھاتے ہیں، انسانوں کی طرح برتن اور پلیٹ میں نکال کر دسترخوان پر بیٹھ کر نہیں کھاتے، ان کو اپنی غذا یا تو زمین کی مٹی پر ڈال دی جاتی یا درخت سے منہ لگا کر توڑنا پڑتا یا چرتے ہوئے میدانوں اور جنگلوں میں کتر کتر کر کھانا پڑتا ہے یا دوڑ کر شکار کرنا پڑتا ہے، پھر وہ پرندے کو یا جانور کو شکار کر کے بغیر صاف صفائی کرے پاک وناپاک سب کچھ کھالیتے ہیں، مردار اور باسی، سڑا ہوا بھی کھالیتے ہیں، چمڑا، بال کھال نکالے بغیر کھالیتے ہیں، ان کو گردے، دل، زبان اور بھیجے اور پیروں کا الگ الگ مزہ ہی نہیں معلوم، جو پرندے دوسرے جانوروں کے بچے کھاتے ہیں یا سانپ اور کیچوے وغیرہ کو کھاتے ہیں، چونچ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کی آنتیں گوشت سب ہی چیزوں کو نگل جاتے ہیں اور گوشت ان کے پوٹھے میں ہضم ہو جاتا ہے، ان کو نگلنے سے صرف پیٹ بھر جاتا ہے نگلنے سے گوشت کا مزہ بھی وہ نہیں محسوس کر سکتے، جانور جب کسی دوسرے جانور کا شکار کرتا ہے تو اس کے گلے کو منہ سے دبا کر مار دیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی سانس یک دم بند ہو جاتی اور دل کی حرکت ختم ہوتے ہی پورے جسم کا خون جسم ہی میں رک جاتا ہے جسم سے باہر نکلنے نہیں پاتا اور جسم کے گوشت میں خون جم جاتا ہے، بیماریوں کے جراثیم خون ہی میں ہوتے ہیں وہ اپنے شکار کو گوشت اور خون کے ساتھ کھالیتے ہیں، مگر اللہ نے اپنے بندوں کو جانوروں کو ذبح کر کے کھانے کا طریقہ سکھایا، جس کی وجہ سے ان کے جسم کا پورا خون گوشت میں سے رگوں میں سے تیزی سے دوڑتا ہوا گلے کے راستے سے باہر نکل جاتا ہے، مگر جانور پیتے ہیں تو جانوروں کو بیماریوں سے بچائے رکھتا ہے، اللہ نے گویا انسان کو جانور کو ذبح کر کے خون کو علٰحدہ کرنا سکھایا، اس کی آنتوں سے بول و براز اور دوسری گندگی صاف کرنے کا طریقہ سکھایا، بول و براز کے اعضاء کو کھانے سے مکروہ بتلایا، آخر یہ سب انتظامات وہ کیوں کر رہا ہے؟ اس لئے کہ وہ سارے انسانوں کی بھلائی چاہتا ہے، انسانوں سے محبت رکھتا ہے، اسی لئے وہ اپنے بندوں کو پاکیزہ اور صاف ستھری

غذائیں کھلانا چاہتا ہے جولوگ پیغمبر کی تعلیمات سے دور ہوتے ہیں وہ اللہ کے اس بتلائے ہوئے طریقے پر جانور ذبح نہیں کرتے ،ان کی یک دم گردن مار دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ بھی جانوروں کی طرح خون جمع ہوا گوشت کھا کر بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، انسان اگر مالک کے یہ سب احسانات پر غور کرے گا تو وہ شکر گذار بندہ بن سکے گا، بندوں کوان کی فطرت کے مطابق دعوت ایمان دینے اوران میں اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے ، محبت اوراحسان والے راستے سے حق کی دعوت دی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ بعض جانور مثلاً سور وغیرہ کوحرام محض انسانوں کے فائدے کے لئے کیا ہے مگر انسان بیوقوفی سے اسے کھا کر بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

☆ پورے جانداروں میں انسان اورجن ہی ایسی مخلوق ہیں جن کو غذائیں استعمال کرنے کے بعد غذاؤں کی لذت کو بڑھانے کے لئے میٹھا بھی کھانے کا طریقہ رکھا، میٹھوں سے ضیافت کسی دوسری مخلوق کی نہیں کی جاتی، میٹھوں میں مختلف میٹھے بنانے کی صلاحیت دی، اللہ تعالیٰ نے بندوں کوغذاؤں میں لذت پیدا کرنے کے لئے علاحدہ سے نمک اورشکر خاص طور پر انسانوں اورجنوں کے لئے پیدا فرمایا، انسان اپنے کھانوں ، سالن میں نمک، مرچ اورتیل، میٹھوں اورپھلوں میں یعنی مشروبات میں شکر استعمال کرکے لذت دارغذا کھاتا اورخوب سیر ہوکر کھاتا اورمشروبات مزے لے لے کر پیتا ہے، شکر سے کئی قسم کی میٹھائیاں بناتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نمک اورشکر علحدہ پیدا نہ کرتا تو بندے باسمتی چاول کی بریانی اوردم کے گوشت یا کسی سالن اورکسی بھی میٹھے کی لذت ہی حاصل نہ کرسکتے تھے، ان کی غذائیں جانوروں کی غذاؤں کی طرح پھیکی ، بدمزہ رہتی تھیں، مگر انہیں بحرحال کھانا ہی پڑتا تھا، اللہ اگر چاہتا تو یہ سب لذتیں اورمزے بندے کے کامیاب ہونے کے بعد جنت میں ہی رکھ سکتا تھا، مگر وہ اَلوَ دُود ہے، اس لئے اس نے یہ سب ضیافت کے انتظامات صرف بندوں کے لئے کیے ہیں ، بے شک وہ اپنے تمام بندوں کی بے انتہا بھلائی چاہتا ہے، کیونکہ وہ بندوں کا دشمن نہیں دوست ہے، خیر خواہ ہے، وہ اگر چاہتا تو پھیکی

، بدمزہ، کڑوی غذائیں کھلا کر بھی پال سکتا تھا، وہ اپنے بندوں کو کچی غذائیں کھلا کر بھی مزہ دے رہا ہے، پکی ہوئی غذائیں کھلا کر بھی مزہ دے رہا ہے، پتوں اور دانوں کا بھی مزہ دے رہا ہے، پھلوں کا بھی مزہ دے رہا ہے، یہ سب ضیافت کے انتظامات صرف بندوں کے لئے کیا، وہ اپنے بندوں کی نافرمانی اور بغاوت کے باوجود احساس دلانے کو یہ سب نعمتیں استعمال کرنے کا موقع دے رہا ہے تاکہ اس کے بندے اس کو صحیح پہچان کر اس پر ایمان لائیں، اس کا احسان مانیں اور اس کے شکر گزار بن کر اسی کی عبادت واطاعت کریں۔

☆ اس نے غذاؤں کا سردار گوشت بنایا، مشروبات کا سردار شہد کو بنایا، پھلوں کا سردار کھجور کو بنایا، پانی کو برف بنا کر پھر برف سے آئسکریم بنانے کی صلاحیت دی، گوشت کو الگ الگ طریقوں سے استعمال کرنے کی لذتیں الگ الگ رکھیں، میٹھے کا مزہ الگ الگ رکھا، گوشت کے ساتھ انڈوں کو بھی الگ الگ انداز پر کھانے کے قابل رکھا، انسان ہی سب سے زیادہ انڈے غذاؤں میں کھاتا ہے، پھر گوشت میں گائے کا گوشت، مرغی کا گوشت، بکری کا گوشت، اونٹ اور ہرن اور خرگوش کا گوشت، مچھلی اور جھینگا بندوں کی پسندیدہ اور مرغوب غذا بنایا، تاکہ بندے غذاؤں سے خوب لطف اور لذت اٹھاسکیں، وہ سب تواضع واکرام کون کرتا ہے جس کو محبت زیادہ ہوتی ہے، وہ اگر چاہتا تو بندہ کامیاب ہونے کے بعد یہ سب غذاؤں کی لذتیں جنت ہی میں دے سکتا تھا انسان اپنے مالک کی اتنی خاطر تواضع دیکھتے اور جانتے ہوئے، پھر بھی ناشکرا بنا رہتا ہے، نافرمان اور باغی بن کر زندگی گذارتا ہے، اس کے برعکس اگر انسان کو کوئی دوسرا انسان ایک وقت کا کھانا کھلا دے یا ہزار دو ہزار روپئے دے دے یا نوکری کا انتظام کردے یا قرض معاف کردے یا باہر جانے کے ویزا کا انتظام کردے تو انسان اس کا غلام بن جاتا، اس کے حکم پر دوڑتا اور بار بار جھک کر سلام پر سلام کرتا ہے، وقتی اور عارضی محسن دنیا کے دوٹکوں کے محسن کو تو پہچانتا ہے مگر حقیقی محسن وکرم کرنے والے اور ہمیشہ ہمیشہ کی عزت دار پرسکون زندگی دینے والے ہی کو نہیں پہچانتا، اس کی محبت کے سلوک پر نافرمانی کا رویہ اختیار کرتا

ہے، اس کی نعمتیں کھاتا اور بتوں کی عبادت کرتا مخلوق سے دعایں مانگتا، ان کو سجدے کرتا اوران کا شکرادا کرتا ہے۔

☆ ذرا غور کیجئے اللہ نے اپنی جاندار مخلوق کی پرورش کے لئے دودھ کا انتظام کیا، مگر اس گھر کے مہمانوں کو چاہے وہ فرمانبردار ہوں یا نافرمان دونوں کو دودھ کے علاوہ دہی، بالائی، مسکہ اور چھانچ، گھی، کھوا سب کچھ کھلا کر ضیافت کر رہا ہے، اس قسم کی ضیافت دوسرے جانداروں کی نہیں کرتا، وہ صرف دودھ ہی پی سکتے ہیں، گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ اور ہاتھی وغیرہ تو بڑے ہوجانے کے بعد دودھ نہیں پی سکتے، صرف بچپن ہی میں پیتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بچپن میں بھی پلا رہا ہے، پھر بوڑھے ہونے تک دودھ کے ساتھ ساتھ دودھ کی شکلیں بدل بدل کر کھانے سالن اور میٹھائیوں کے ذریعہ بھی پینے کے قابل رکھا، چنانچہ انسانوں کے پاس چائے اور لسی ضیافت میں ہر روز استعمال کی جاتی ہے، یہ سب طور طریقوں کی زندگی وہ فرمانبردار ہی نہیں نافرمان بندوں کو بھی دیتا ہے۔

☆ پھر یہ بھی غور کیجئے کہ دوسرے تمام جاندار دودھ بغیر شکر ڈالے، بغیر گرم کئے، کچا اور پھیکا پیتے ہیں، مگر انسان شکر ڈال کر گرم کر کے پیتا اور مزہ لیتا ہے، یہ لذت اور مزے دوسروں کو نہیں، یہ سب انتظامات اس کی محبت کی علامتیں ہیں، وہ اگر چاہتا تو دوسروں کی طرح انسان اور جن کو بھی صرف پھیکا اور بغیر گرم کیا ہوا دودھ ہی استعمال کرنے کے قابل رکھ سکتا تھا اور دودھ سے بننے والی دوسری چیزیں نہ بھی دے سکتا تھا، جیسے دوسرے جانداروں کو نہیں دے رہا ہے، اگر انسان اس کے گھر میں رہ کر اس کی نعمتیں اور غذائیں کھا کر اس کا انکار کرے یا اس کو صحیح نہ مانے تو یہ کتنی بڑی ناشکری اور نمک حرامی ہوگی، اس کی کتنی ہی بڑی سزاء دی جائے کم ہوگی۔

☆ وہ تمام جانداروں کو بغیر فِلٹر کیا ہوا پانی پلا رہا ہے، تمام جاندار تالابوں، کنٹوں، ندیوں، گڑھوں یا موریوں میں سے پانی پی کر اپنی پیاس بجھا لیتے ہیں، اونٹ کو تو دودو

ہفتے بغیر پانی کے زندہ رہنا پڑتا ہے، سمندروں میں رہنے والے جانور کھارا کڑوا پانی پیتے ہیں، مگر وہ بندوں کی پیاس کو میٹھے اور مزے دار پانی سے مٹاتا ہے، سمندروں کے پانی کو آسمانوں پر لے جا کر میٹھا بنا کر برساتا اور پہاڑوں پر اس میٹھے پانی کو برف کی شکل میں محفوظ رکھ کر دریاؤں کے ذریعہ بندوں تک پہونچاتا ہے، پھر دوسرے تمام جاندار پانی کو کسی برتن میں لے کر نہیں پی سکتے، اپنے منہ کو پانی کے قریب لے جا کر زبان سے چاٹتے یا چونچ سے کھینچتے یا منہ پانی میں ڈال کر پی لیتے ہیں، انسان کو اللہ نے شیر اور کتے کی طرح زبان سے پانی چاٹنے والا یا پانی میں منہ ڈال کر پینے والا نہیں بنایا بلکہ فلٹر کر کے صاف کر کے کسی صراحی اور برتن میں رکھ کر ٹھنڈا بنا کر کسی گلاس سے منہ کے قریب لا کر پینے کا طریقہ رکھا، اگر دوسرے جانداروں کی طرح پانی کو چاٹ کر یا چوس کر یا پانی میں منہ ڈال کر پینے کا طریقہ رکھتا تو غور کیجئے کتنی تکلیف ہوتی، اس نے ایسی مٹی بھی پیدا کی ہے جس کی صراحی کو کھلی ہوا میں رکھا جائے تو پانی بہت ٹھنڈا ہو جاتا ہے، عرب لوگ گرما میں ایسی مٹی کا برتن بنا کر ہوا میں رکھ دیتے تھے جس کی وجہ سے وہ پانی فریج کی طرح ٹھنڈا ہو جاتا تھا، دوسرے کسی جاندار کو گرما کے موسم میں پانی کو ٹھنڈا کر کے اس میں برف ڈال کر پینے کی سہولت ہی نہیں، یہ سہولت اس گھر کے مہمان کے لئے رکھی گئی تاکہ وہ دل و دماغ اور طبیعت کو گرمی سے بچائے پانی اور مشروبات کو ٹھنڈا بنا کر پینے کی آزادی دی ہے، وہ اگر چاہتا تو پانی کی گندگی کو صاف کرنے کا طریقہ ہی نہ سکھاتا اور کڑوا، کھارا یا گندہ پانی بھی پلا کر زندہ رکھ سکتا تھا، یہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اس نے جانداروں کی دو بڑی ضرورتیں ہوا اور پانی کو صاف کرنے کی ذمہ داری اپنے تحت رکھی اور باغی انسانوں کو بھی صاف ستھری ہوا میں سانس لینے کی چھوٹ دے رکھی، مگر وہ الودود ہے اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے، وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، فرمانبردار اور نافرمان دونوں کو اپنی نعمتیں استعمال کرنے کی دنیا میں آزادی دے رکھا ہے، چاہتا ہے کہ بندے اس کی محبت اور خاطر تواضع اور اس کی مہربانیوں کو سمجھیں اور اس کے شکر گذار بن جائیں اور آخرت

میں کامیاب ہو جائیں وہ یہ بھی اپنے بندوں کو احساس دلا رہا ہے کہ دنیا کی یہ نعمتیں جنت کی نعمتوں کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں، کامیاب بندوں کو وہ جو نعمتیں عطا کرے گا اس کا اندازہ بندہ دنیا میں نہیں لگا سکتا، اگر بندے اس کی ناشکری کریں گے دنیا کی نعمتیں کھا کر بھی اس سے منہ موڑیں گے تو وہ الوَدُودُ ہونے کے باوجود اپنی محبت اور چاہت سے وہ اپنے باغی بندوں کو محروم کر کے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور دوزخ میں باغی بندوں کی پیاس بجھانے گرم کھولتا ہوا، تیل کی طرح انگارے لیا ہوا پانی پلائے گا، وہاں وہ ٹھنڈے پانی اور عزت دار زندگی سے محروم رہیں گے، جنت کی مہمان نوازی کا وہ دنیا میں اندازہ ہی نہیں لگا سکتے، وہ دنیا کی تمام نعمتیں اپنے تمام بندوں کو اس لئے دے رہا ہے کہ اس کے بندے اس کے احسانات کو سمجھیں اور احسان مند زندگی گذاریں اور اس کے حکم کو پورا کریں، اپنی بغاوت اور نافرمانیوں کو چھوڑیں اور شرک سے توبہ کرلیں اور صرف اپنے حقیقی مالک ہی سے محبت رکھیں۔

☆ پوری مخلوقات میں وہ صرف اس گھر کے مہمان انسانوں کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا، گویا مخلوقات کا سردار بنایا، پھر انسانوں کو زندگی گذارنے کا سب سے اعلیٰ کلچر عطا فرمایا، کائنات کی بہت ساری مخلوقات کو انسان کا نوکر بنایا، وہ مخلوقات رات دن اپنے سردار کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، چنانچہ اللہ نے اس گھر کے مہمان کی یہ شان رکھی کے وہ قسم قسم کی سواریوں پر سفر کرتا ہے، دوسری کسی بھی مخلوق کو سواری نہیں دی، پرندے ہزاروں میل کا سفر اڑتے ہوئے طے کرتے ہیں، جیسے جیسے انسانوں کی آبادی بڑھتی گئی اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں ہر قسم قسم کی سواریوں کو ایجاد کرنے کی صلاحیت دی، جب انسان سفر زیادہ کرنے لگے اور ان کے کاروبار اور تجارت کا سامان دوسرے علاقوں میں منتقل ہونا ضروری ہوگیا تو اللہ نے انفرادی سواریوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی انداز میں ہزار ہزار انسانوں کو مل کر سواری کرنے کی ریل جیسی سہولت پیدا کردی اور کم سے کم وقت میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے ہوائی جہاز جیسی سواری دی، اگر اللہ تعالیٰ یہ صلاحیتیں نہ دیتا

اور زمین سے پٹرول نکالنے کا علم نہ دیتا تو وہ گھوڑا، گدھا، اونٹ، ہاتھی، رکشا اور بنڈی ہی میں پھرتا رہتا، یا اگر وہ آرام دہ اور تیز سواریوں کو نہ دے کر دوسرے جانداروں کی طرح دوڑنے اور بھاگ کر سفر پورا کرنے کا طریقہ رکھتا تو انسان مشکلات کے ساتھ زندگی گذارتا تھا، اس نے انسانوں کی سواریوں کو سنبھالنے کے لئے ہوا اور پانی کو بھی حکم دے رکھا ہے، جس کی وجہ سے پہاڑ جیسے پانی کے جہاز اور کئی ٹن وزنی ہوائی جہاز پانی اور ہوا میں انسانوں کو بیٹھا کر اڑتے رہتے ہیں یا پانی پر تیرتے رہتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کے مہمان اور مخلوقات کے سردار کو لباس عطا کیا، دوسرے کسی بھی جاندار کو لباس نہیں دیا گیا، وہ ننگے رہتے اور زندگی بھر ایک ہی رنگ کے پر، کھال، بال، لئے پھرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے قسم قسم کے لباس استعمال کرنے کا طریقہ رکھا، وہ جانوروں کی طرح ایک ہی لباس میں ہوتا تو اس لباس سے بیزار ہو جاتا اور اس کی زندگی میں لطف باقی نہ رہتا، اس نے لباس نازل کر کے بندوں کو زینت دی، شرم وحیا پیدا کر دیا، مہذب اور شائستہ بنا دیا، جسم کے عیبوں اور شرمگاہوں کو چھپا دیا، پھر گرمی اور سردی سے بچنے کے الگ الگ لباس بنانے کی صلاحیت دی، عورتوں کو کئی رنگ کے لباس پہن کر اپنے حسن کو بڑھانے کا موقع دیا اور عورتوں اور مردوں کے لباس میں فرق رکھا تا کہ عورت میں عورت پن نسوانیت، نزاکت شرم وحیا باقی رہے، عورتوں کو زینت اختیار کرنے کو سونا چاندی رکھا تا کہ وہ زیور کا استعمال کر کے بناؤ سنگار کر سکیں، اور مہندی کے درخت پیدا کئے خوشبودار پھولوں کو پیدا کیا، خوشبودار عطر بنانے کی انسانوں کو صلاحیت دی تا کہ عورت مہندی، زیور، چوڑیاں، پھول اور رنگین لباس سے سج دھج کر خوشبو سے معطر ہو کہ اپنے شوہروں پر اپنے حسن وخوبصورتی کو ظاہر کرتی رہیں، کسی دوسری مخلوق کی مادہ کو بناؤ سنگار، زیور اور پھول، مہندی خوشبو عطر استعمال کرنے کی آزادی نہیں دی گئی، اس نے اپنی بندیوں کے بناؤ سنگار کے لئے ان سب چیزوں کو دنیا کے اس مہمان خانے میں رکھا ہے، اگر وہ چاہتا تو دوسرے جانداروں کی طرح ایک ہی لباس اور بغیر زیور اور بناؤ سنگار کی

آزادی دئے بغیر بھی پال سکتا تھا، وہ اگر چہرے پر ناک نہ بناتا یا کان کا ڈیزاین نہ بناتا صرف دوسوراخ کان کے اور دوسوراخ ناک کے رکھ دیتا تو عورتیں کان اور ناک پر زیور کا استعمال ہی نہ کرسکتی تھیں اور انسان کی یہ عورت کتنی بدصورت اور بھونڈی دِکھتی اور ان کے مرد ان کے ساتھ محبت چاہت اور لذت والی زندگی نہیں گذار سکتے تھے سر میں پھول بناؤ سنگار، زیور، چوڑیوں اور مہندی سے عورت میں نسوانی خوبی نظر آتی ہے جو مرد کی چاہت کا ذریعہ بنتی ہے، مگر یہ سب اس کے الوَدُود ہونے کی علامت ہے کہ وہ اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے تاکہ ان کی دنیا کی زندگی مزیدار گذرے اور وہ اس زندگی سے بیزار نہ ہوں اگر وہ چاہتا تو قسم قسم کے لباس زیور بناؤ سنگار کا سامان صرف کامیاب بندوں کے لئے جنت میں رکھ سکتا تھا، مہندی، چوڑیاں وہ جنت میں بھی پہنا سکتا تھا، خوشبو وہ جنت میں دے سکتا تھا۔

☆ دنیا کی دوسری جاندار مخلوق سوراخوں، غاروں یا درختوں کے نیچے یا اوپر بسیرا کرتی ہیں، ان کے گھروں میں کوئی سامان نہیں ہوتا، وہ بغیر چھت بغیر دروازہ کھڑکی کے گھونسلوں اور بلوں میں رہتے ہیں گرمی اور سردی سے حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہیں کرسکتے، برسات کے وقت ان کے غاروں اور بلوں اور گھونسلوں میں پانی داخل ہوجاتا ہے، وہ اور ان کے بچے پوری طرح بھیگ جاتے ہیں، چمپانزی بڑے بڑے پتوں سے سہارا لے کر بارش سے بچنا چاہتے ہیں، ہاتھی، ہرن، بندر، شیر، زیبرا، ژراف، تو صرف درختوں کے نیچے ٹھہر جاتے اور پوری طرح بھیگ جاتے ہیں، وہ اپنے گھر میں انسانوں کی طرح پانی لاکر نہیں رکھ سکتے، پانی پینے کے لئے گھر سے بہت دور جانا پڑتا ہے، ان کو ہر لمحہ اپنی جگہ پر رہتے ہوئے، چرتے ہوئے یا پانی پیتے ہوئے دشمن کا خطرہ اور خوف لگا رہتا ہے، رات کے اندھیرے میں وہ پانی تلاش نہیں کرسکتے، رات کو وہ کسی جانور کے حملے سے زخمی یا پکڑے جاسکتے ہیں، دشمن سے حفاظت پر وہ اپنے بچوں کے ساتھ میلوں بھاگتے ہیں، اگر اپنے گروپ سے بھٹک گئے تو دوسرے پرندے اور چرندے ان کو مارتے اور اپنے درختوں پر اور گروپ میں رہنے نہیں دیتے، مگر اللہ تعالیٰ اس گھر کے مہمان کو اگر وہ بندوں سے محبت

نہ کرتا تو انسانوں کو بھی جانوروں کی طرح بڑے بڑے سوراخوں، غاروں، بغیر چھت کے سہارے کے کھلے آسمان کے نیچے یا درختوں کے نیچے بغیر مکانوں کے زندگی گذارنے کا طریقہ رکھ سکتا تھا، چنانچہ پچھلے زمانوں میں لوگ قبیلوں کی شکل میں اونٹ کے چمڑوں سے یا کسی چیز سے ڈیرے ڈال کر خانہ بدوش جانوروں کی طرح زندگی گذارتے تھے، راتوں میں دوسرے قبیلوں کے حملوں، جان ومال کو لوٹنے اور جانوروں کے حملوں کا ڈر خوف رہتا تھا، پھر صبح ہوتے ہی اپنے ڈیروں کو سامان کے ساتھ سر پر اٹھائے پھرتے تھے، مگر اللہ نے بندوں کی بھلائی کی خاطر ان کو عمدہ اور پر سکون زندگی گذارنے شاندار اور پختے مکان بنانے کا طریقہ سکھایا، جس کی وجہ سے وہ سخت گرمی، سخت سردی اور برسات میں محفوظ اور آرام سے رہ سکتے ہیں، بارش سے وہ اور ان کا سامان محفوظ رہتا ہے، وہ گھروں میں بے خوف سکون کی نیند سوتے ہیں، ان کو پانی پینے کے لئے گھر سے باہر تالابوں پر جانے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ سہولت پیدا کرنے کی صلاحیت دے کر ان کے گھروں تک پانی لاتا ہے، جہاں برف زیادہ ہوتی یا زلزلے آتے وہاں انسان اللہ کی توفیق سے لکڑی کے مکانات میں رہتا ہے، تمام دوسرے جانداروں کو پلنگ اور تخت پر سونے کا نظام نہیں دیا، وہ زمین پر بغیر کچھ بچھائے بیٹھتے لیٹتے ہیں، جہاں چاہئے بول و براز کرتے ہیں، اللہ نے انسانوں کو دوسرے جانداروں کی طرح مٹی میں بیٹھنے سونے کے بجائے چادر اور شطرنجی بچھا کر بیٹھنے سونے کی تہذیب سکھائی روئی کے نرم نرم تکئے اور گدوں پر سونے کا طریقہ سکھا یا پھر گھروں پر پردے اور بیٹھنے کے لئے عمدہ فرنیچر صوفہ، کرسی، پلنگ، تخت پر سونے کا طریقہ رکھا، اگر یہ سب انتظامات نہ بھی ہوتے صرف جھونپڑیوں میں جیسے بے شعور لوگ، جاہل آن پڑھ لوگ بغیر تمدن کے سلم بستیوں میں رہتے ہیں تمام انسانوں کو ویسا ہی رکھ سکتا تھا اور مرنے کے بعد کامیاب ہونے کے بعد جنت میں محلات میں رکھ کر تمام سہولتیں دے سکتا تھا، مگر وہ اپنے تمام فرمانبردار اور نافرمان بندوں کی بھلائی چاہتا ہے اس لئے ان کو عمدہ تہذیب وتمدن کے ساتھ دنیا میں رکھا ہے۔

☆ اللہ نے دنیا کا نظام ایسا بنایا کہ اس میں کبھی گرمی اور کبھی سردی زیادہ رہتی ہے، چنانچہ انسانوں کو ایسی ایسی مشینیں اور سامان بنانے کی صلاحیت عطا کی کہ وہ گرمی میں اپنے گھروں میں ٹھنڈک پیدا کرنے پنکھے، کولر، ایرکنڈیشن لگا کر گرمی سے بچ سکتے ہیں اور سردی میں ہیٹر لگا کر گرمی پیدا کر سکتے ہیں، دوسرے تمام جاندار نہ پنکھے استعمال کر سکتے نہ کولر اور نہ ایرکنڈیشن استعمال کر سکتے ہیں، اللہ نے انسانوں کو جوتا اور چپل استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا تا کہ ان کے پیر گندے اور زخمی نہ ہونے پائیں، ان کو رات کے وقت اندھیروں سے بچنے کے لئے قندیل، بجلی اور چراغ استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا جبکہ دوسرے تمام جاندار رات ہوتے ہی اندھیروں میں بغیر روشنی کے رہتے ہیں، ان کے بلوں، غاروں اور جنگلوں میں درختوں کے نیچے اور پتوں کے درمیان اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے اللہ نے صرف انسانوں ہی کو تیل سے چراغ یا بجلی سے روشنی حاصل کرنے کے قابل بنایا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکون و راحت دینے کے لئے نیند رکھی اور نیند کے ذریعہ ان کی تھکان اور پریشانیوں کو ختم کرتا ہے، دنیا میں چاند ستاروں کو نائٹ بلب کی طرح بنادیا اور اس سے ٹھنڈی روشنی نکالتا ہے، دن کی گرمی اور روشنی ختم کر کے رات کو ٹھنڈی پرسکون روشنی لاتا ہے اور دنیا میں چاروں طرف خاموشی اور اندھیرا پیدا کر دیتا ہے، تا کہ بندے سکون کے ساتھ سو سکیں، یہ نیند کی لذت وہ اپنے تمام بندوں کو دیتا ہے، یہ سب اس کے بھلائی چاہنے کی علامتیں ہیں اگر وہ بھلائی چاہنے والا نہ ہوتا تو یہ سب صلاحتیں کیوں دیتا؟ انسان اس کی توفیق سے ہی سب کچھ کر سکتا ہے، ورنہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

☆ اللہ نے اپنے بندوں کو خاندان بنا کر زندگی گذارنے کا طریقہ بھی رکھا، جانوروں میں جوڑوں کی شکل میں جو جانور رہتے ہیں ان کے نر اپنی مادہ سے صرف اپنی خواہش پوری کر لیتے اور زیادہ سے زیادہ بچے پیدا ہونے کے بعد انکی نگہداشت میں مدد دیتے ہیں، انسانوں کی طرح اپنی مادہ کی خدمت نہیں کرتے ان کو گھر پر رکھ کر ان کی غذا پانی کا انتظام نہیں کر سکتے اور بچوں کے بڑے ہو جانے کے بعد جانور اپنے بچوں کو بھول جاتے اور بچے

انسانوں کی طرح اپنے ماں باپ کی بوڑھاپے میں کوئی خدمت اور مدد بھی نہیں کر سکتے، ان کو مرنے تک محنت کرتے رہنا پڑتا ہے، مگر اللہ نے انسانوں کو رشتے اور خاندان بنا کر شوہر سے محنت کرواتا اور اہل وعیال کو پالنے کا طریقہ رکھا، پھر ان کی اولاد بوڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرتی، بیماریوں میں تیمارداری کرتی ہے، یہ انسانوں پر اللہ کا احسان ہے، بے شک ان کا مالک ان کی بھلائی چاہنے والا ہے، بیوی اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے، جانوروں میں کوئی مادہ نر کی خدمت نہیں کرسکتی۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مرنے کی بعد والی زندگی میں ترقی کرنے اور اونچے درجات حاصل کرنے کے لئے دنیا کو امتحان وآزمائش کی جگہ بنایا اور دنیا کی زندگی میں اطاعت وفرمانبرداری کرنے کا حکم دیا، وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے مرنے کے بعد والی زندگی میں کامیاب ہوجائیں، یہ اس کی محبت ہے کہ وہ اپنے نیک فرمانبردار بندوں کو مرنے کے بعد جنت میں بے انتہاء نعمتیں اور درجات دینے کا وعدہ کیا ہے، یہاں تک کہ وہ ان کو جنت کا وارث بنانے کا بھی وعدہ کیا ہے، اگر وہ بندوں کو دنیا میں پیدا کر دیتا اور ان کی عقل وضمیر پر اچھائی وبرائی کو پہچاننے کی تمیز دے کر یہ کہہ دیتا کہ وہ اپنی مرضی سے ذہن پر زور ڈال کر صحیح اور غلط راستوں کو پہچانیں اور عمل کریں، مرنے کے بعد نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں پر اجر وثواب اور انعام نہ بھی دیتا اور بلند درجات نہ بھی دے اور انسانی حکومتوں کی طرح صرف گنہگاروں اور مجرموں کو سزا دے دیتا تو بھی کوئی اس سے سوال نہیں کرسکتا تھا اور نہ پوچھ سکتا تھا یہ تو صرف اس کی عنایت، مہربانی، محبت اور انعام اور بندوں کے ساتھ چاہت ہے کہ وہ الوَدُودُ ہونے کے ناتے مرنے کے بعد اعلیٰ مقامات، بلند درجات اور نعمتیں دینا چاہتا ہے اور جنت کا وارث بنانا چاہتا ہے، انسانی حکومت کبھی اپنے نمائندوں کے ساتھ ایسا محبت والا سلوک نہیں کرتی، اللہ تو صرف اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے۔

☆ اس نے اپنے بندوں کی سلامتی وعافیت کے لئے دین اسلام عطا کیا، اور ہر وقت

سلامتی وعافیت میں رہنے کے لئے سلام کی دعا سکھائی، انسانوں کی صحیح ہدایت ورہنمائی کے لئے اوراعلیٰ وارفع زندگی سکھانے کے لئے اور گندگیوں اور جہالتوں سے دور رہنے کے لئے سب سے اعلیٰ اوراونچا علم قرآن مجید کے ذریعہ نازل کیا اوراس علم کو سمجھنے اوراس پرعمل کرنے کے لئے بہترین اوراعلیٰ معلّم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اورآپ کی زندگی کو قیامت تک کے لئے نمونہ اورمثال بنا کرمحفوظ رکھا، تا کہ انسان دنیا میں اخلاق رذیلہ اور گناہوں سے بچ کر اعمال صالحہ کے ساتھ سکون والی زندگی گذارے اور دنیا کے بعد کامیاب ہوجائے، گویا اپنے بندوں کے لئے اونچے علم اوراعلیٰ معلّم کا انتظام کیا یہ بھی محض اللہ کا اپنے بندوں سے محبت اور بھلائی کی بنیاد پرسلوک ہے اس لئے کہ وہ الودود ہے ورنہ بندوں کی فرمانبرداری اورنافرمانی سے اللہ کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں نہ اس کی شان وعزت میں کوئی اضافہ یا کمی ہوتی ہے۔

☆ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے دنیا میں بےشعور، جنگلی، جاہلانہ، ظلم ونا انصافی والی، گندی اور ناپاک، بداخلاق زندگی سے دور رہ کر اسلام جیسی عظیم نعمت سے فائدہ اٹھا کر پاکیزہ، باشعور، ڈھنگ، طریقہ اصول وآداب اورضابطے والی اعتدال والی زندگی گذاریں، چنانچہ انسان جب اسلام سے فائدہ اٹھائے گا تو دنیا میں نورانی، سکون و راحت والی زندگی گذار سکے گا۔اس کو محسوس ہوگا کہ اس کے پروردگار نے اپنے بندوں سے بے حد محبت کی وجہ سے اسلامی نظام زندگی کو نازل کیا ہے جواس کی عین فطرت اور طبیعت کے مطابق ہے۔

☆ جس طرح ماں باپ اولاد کی سدھار اور چاہت میں وقتی سزا دیتے اوران سے گندگی دورکرتے تا کہ بچے شرارتوں سے باز آجائیں اوران کی اولاد صحیح راستے پر لگ جائے اورکامیاب زندگی گذاریں، اللہ تعالیٰ اَلوَ دُوْ دُ ہونے کے ناتے ستر ماؤں سے زیادہ کی محبت رکھتا ہے، وہ اپنے بندوں کی سدھار اور سنبھلنے کا ان کو بار بار موقع دیتا ہے واعظ ونصیحت سنا کر سدھارنا چاہتا ہے، یا پھر وقتی طور پر مصیبت اورتکلیف میں مبتلا کر کے سنبھلنے کا

احساس دلاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے مشرک اور کافر بندوں کو سکرات شروع ہونے سے پہلے تک توبہ کرنے پر ایمان قبول کر لینے کی چھوٹ دے رکھی ہے اگر وہ سکرات سے پہلے توبہ کر لیں تو ان کے زندگی بھر کے گناہ معاف کر دیتا ہے، دنیا میں ان کو گناہ کرتے ہی عذاب نہیں دیتا، مہلت پر مہلت دیتا جاتا ہے، بار بار بندوں کے گناہ معاف کرتا رہتا ہے تاکہ بندے آخرت کے عذاب سے بچ کر کامیاب ہو جائیں اور دنیا سے ایمان کی حالت میں لوٹ جائیں اللہ تعالیٰ کی یہ چھوٹ اور عنایت صرف اس کی محبت ہی کی وجہ سے ہے، ورنہ بندوں سے اس کو کوئی ذاتی فائدہ نہیں اور نہ وہ عذاب دے کر خوش ہوتا ہے، اس نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ بندوں کو یہ تک تعلیم دی کہ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو آگ میں جلتا ہوا نہیں دیکھ سکتی دوڑ کر بچا لیتی ہے، انسانوں کا پروردگار تو انسانوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے، وہ کیوں کر بے جا عذاب دے گا، بندے خود اپنی مرضی سے عذاب کا سودا کر کے دنیا سے جاتے ہیں جو کمائی وہ کما کر لائیں گے اسے ہی آخرت میں پائیں گے، اس کی محبت اور بھلائی چاہنے کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے نیک ایمان والے بندوں کو آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے دنیا ہی میں چھوٹی چھوٹی مصیبتیں اور تکالیف دے کر ان کے گناہ ختم کر دیتا ہے، اس کے قانون میں دو جگہ سزا دینا نہیں اس طرح وہ بہت سے گناہوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، پردہ، خیر خیرات، تیمارداری، خدمت، حقوق کی ادائے گی، وضو، غسل، طہارت، دعوت وتبلیغ وغیرہ جیسے اعمال حسنہ سے ہر روز معاف کرتا ہی رہتا ہے اور کسی کو گناہ کرتے ہی نہیں پکڑتا، یہ سب اس کی محبت اور بھلائی چاہنے کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کرنے اور آخرت میں عذاب سے بچانے وقفہ وقفہ سے مختلف بہانوں اور مصیبت ڈال کر آخرت کے عذاب سے بچا لیتا ہے، مگر اس نے شرط ایمان کی رکھی ہے، غیر ایمان والے کو یہ چھوٹ نہیں۔

☆ وہ خالق ہونے کے ناتے یہ جانتا ہے کہ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ انسانوں کی تاک میں ہر گھڑی ہر لمحہ لگا رہتا ہے، تاکہ اس کے بندے شرک اور کفر میں مبتلا

ہو جائیں، دنیا میں ماں باپ اپنی اولاد کو غنڈے، آوارہ، بدمعاش گمراہ بچوں سے یہ احساس دلا کر دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں، اللہ نے الودود ہونے کے ناتے اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ شیطان سے دور رہیں شیطان ان کا سب سے بڑا دشمن ہے، وہ انسانوں کو شرک اور کفر میں مبتلا کر کے جہنم میں لے جانا چاہتا ہے، اس سے دوستی نہ کریں۔

☆ شیطان انسانوں کو بے حیاء و بے شرم اور ننگا بنانا چاہتا ہے، دوسری تمام جاندار مخلوق چھپ کر بول و براز نہیں کرتی، اسی طرح کوئی جاندار اپنی شرمگاہ کو نہیں چھپا سکتے، کوئی جاندار چھپ کر مادہ سے صحبت نہیں کرتا، وہ لباس نہیں پہنتے، ننگے رہتے ہیں شیطان چاہتا ہے کہ انسان بھی پیغمبر کی تعلیمات کو چھوڑ کر جانوروں کے طریقوں پر یا بے حیائی و بے شرم زندگی گذارے، ان کے مرد اور عورتیں جانوروں کی طرح آزاد شہوت رانی کرے، اللہ تعالیٰ ان کو بے حیائی بے شرمی اور برائی سے بچانے اور اخلاق حسنہ سے آراستہ کرنے یہ تمام کام چھپ کر کرنے کی ان کی فطرت بنائی، جس کی وجہ سے انسان جانوروں سے اونچا ہو کر اعلیٰ اور عمدہ تمدن والا بن جاتا ہے، انسانوں کو سیکس (Sex) کی آزادی سے بچانے کے لئے پردہ کا رواج رکھا، اور انسانی کلچر اور جانور کے کلچر کو علاحدہ کر دیا یہ تمام اصول زندگی کون سکھاتا ہے؟ جس کو اپنے بندوں سے محبت ہو ورنہ انسان کی بے پردگی شرم وحیاء سے اللہ کو فائدہ نہیں وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندیوں کی عزت، عصمت، عفت محفوظ رہے، کوئی ناجائز طریقے سے ان پر ہاتھ نہ ڈالے اور وہ جانوروں کی طرح زندگی نہ گذاریں اس لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے مردوں اور عورتوں کے درمیان پردہ رکھا۔

☆ وہ اپنے بندوں کو پاک صاف رکھنا چاہتا ہے، ظاہری پاکی کے لئے اس نے لباس کو پاک صاف رکھنے اور گھر اور دوسری چیزوں کو پاک صاف رکھنے کی تعلیم دی، بیرونی طہارت حاصل کرنے بار بار بول و براز کے بعد طہارت سے رہنا سکھایا وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے جسم کو کپڑوں کو اور پیروں کو بول و براز لگائے پھریں اور جانوروں کی طرح بول و براز کر کے پانی سے دھوے بغیر پھریں، اسی طرح جانوروں کی

طرح جنابت کرنے کے بعد بغیر غسل کے رہنے سے منع کیا اور غسل جنابت کو واجب قرار دیا تا کہ بندے پا کی حاصل کریں وہ اپنے بندوں کے ہاتھ پیر منہ کی صفائی اور پا کی کے لئے دن میں پانچ مرتبہ وضو کرنے کا طریقہ بنایا تا کہ بندے بار بار صاف ستھرے ہوتے رہیں، کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ اور کلی کرنے کا طریقہ سکھایا، بیت الخلا سے فارغ ہونے کے بعد وضو کرنے مٹی یا صابن سے ہاتھ دھونے کا اصول سکھایا، عورتوں کو سینوں پر دوپٹہ ڈالنے اور جسم کے ابھار چھپانے کی تعلیم دی، آپس میں سلام کرنے اور کھانا کھلانے کی تعلیم دی تا کہ انسانوں میں دشمنی دور ہو کر محبت پیدا ہو جائے چھوٹوں کے ساتھ نرمی اور بڑوں کے ساتھ ادب واحترام کا حکم دیا، صبح، دوپہر اور عشاء بعد اولاد کو ماں باپ کے کمروں میں بغیر اجازت جانے سے منع کر دیا، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی، یہ سب زندگی گذارنے کے آداب واصول کون سکھا تا ہے جو بندوں سے محبت رکھتا ہے جو بندوں کی بھلائی چاہتا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی فائدہ نہیں، صرف انسان ہی کا فائدہ ہے۔

☆ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے جانوروں کی طرح آزاد شہوت پوری کرتے ہوئے نہ پھریں اور بیماری اور گندگیوں میں مبتلا ہو کر صحت خراب نہ کرلیں، اس نے بندوں کو آوارہ اور ناپاک زندگی اور اخلاق رذیلہ سے بچانے کے لئے زنا کو حرام قرار دیا اور عورت ومرد کو نکاح کے بندھن میں باندھ کر ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کرنے کا پابند بنا دیا اور زندگی کو اصول وضابطہ اور پرہیز گاری کے ساتھ گذارنے کا پابند بنا دیا۔ عورت کی پوری حفاظت کے لئے نکاح کے ذریعہ مرد کو ذمہ دار بنا کر سہارا دیا۔ یہ سب طریقے وہ کیوں رکھا اس لئے کہ اسے اپنے بندوں سے محبت ہے وہ بندوں کی خوب بھلائی چاہتا ہے۔

☆ وہ اپنی بندیوں کی عصمت، عفت، عزت اور حفاظت اور معاشرے کو برائی سے بچانے سب سے اعلیٰ اور عمدہ تمدن دینے کے لئے بندوں میں پردے کو فرض کیا ہے اور انسانوں کی زندگی میں پاکیزگی اور نورانیت پیدا کر دی، ورنہ انسان بھی گائے بیل بھینس

کی طرح ایک جگہ جمع ہو کر زبان کا، آنکھوں کا، دل کا، دماغ کا، باتوں کے زنا میں گرفتار ہو جاتے تھے، یہ سب اس کے احسانات ہیں جو اپنے بندوں کی بھلائی اور محبت میں یہ سب طریقے سکھائے۔

☆ وہ اپنے بندوں کی جان ومال کی حفاظت کے لئے شراب، زنا، جوا، ریس، ناچ گانا بجانا، سور کا گوشت، مردار جانور، جیسی تمام چیزوں کو حرام کر دیا اور اپنے بندوں کو ذلیل اور گرے ہوئے اخلاق سے بچانے جھوٹ، چوری، رشوت، ناجائز طور پر مال کھانا، قتل، جھوٹے مقدمات، جھوٹی گواہی، امانت میں خیانت کو حرام قرار دیا یہ سب فکر کون کرتا ہے ؟ جس کو محبت زیادہ ہو۔ جو انسانوں کا دوست اور بھلائی چاہتا ہو، انسانی حکومتیں یہ سب جائز کر کے اپنی رعایا کو برائی سکھاتی اوران کی زندگیوں کو برباد کرتی ہے، حکومت کرنے والے صرف اپنا فائدہ دیکھتے ہیں چاہے رعایا کا کتنا ہی نقصان ہو، مگر اللہ اپنے بندوں کی بربادی نہیں چاہتا، وہ بندوں کو گھاٹے اور نقصان سے بچانا چاہتا ہے۔

☆ اتنا ہی نہیں وہ اپنے بندوں کی کمائی کو ضائع ہونے سے بچانے اور انسانوں کا خون چوسنے کے لئے فضول خرچی اور سود تک کو حرام قرار دیا اور سود کی جگہ تجارت کرنے کی تعلیم دی، لوگوں کو سود میں مبتلا کرنے کے بجائے زکوٰۃ، صدقات اور خیرات، ہدیوں سے مدد کرنے کے طریقے سکھائے تا کہ انسان انسان پر ہمدردی اور رحم کرنے والا بنے، خودغرض اور بے رحم نہ بنے یہ اصول کون سکھاتا ہے جو بہت زیادہ محبت اور ہمدردی رکھتا ہے۔

☆ وہ اپنے بندوں کی اصلاح اور تربیت چاہتا ہے اسی لئے قرآن اور رسول اللہ کے ارشادات کی حفاظت کر رہا ہے، صحابہؓ کی زندگیوں کو نمونہ بنا دیا، اس نے ہر جمعہ وعظ ونصیحت کا اہتمام کرنے کا طریقہ خطبہ میں رکھا تا کہ بندے ہفتہ بھر کی نصیحت والی باتیں سنیں اور عمل کریں، اچھائی کا حکم اور برائی سے دور رہنے والے احکام سنتے رہیں، اگر اس کو محبت نہ ہوتی تو وہ یہ سب کیوں کرتا ؟ ایک مرتبہ احکام نازل کر کے خاموش رہتا، اس نے انسانوں کو سدھارنے کے لئے باقاعدہ ایمان والوں کو دعوت وتبلیغ کرتے رہنے کی تاکید

کی ہے اور معروف ومنکر کا حکم دیا ہے۔

☆ وہ اپنے بندوں کے ایمان کی حفاظت کرنے کے لئے دن رات میں مختلف اعمال صالحہ کی ورزش لگا دی تا کہ بندوں کا ایمان تازہ اور سلامت رہے اور وہ دنیا میں اسلام پر زندہ رہ کر ایمان کے ساتھ گذر جائیں، اس نے سال میں ۳۰/دن روزہ کو فرض کیا ہے تا کہ بندوں کی روح اور جسم تندرست رہیں اور ان میں تقویٰ اور پرہیز گاری کی مشق ہوتی رہے، شیطان انسانوں کو برائی کی تربیت اور مشق کرواتا ہے، اللہ تعالیٰ انسانوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری کے ذریعہ ایمان کے تازہ ہونے کی مشق اور تربیت کرواتا ہے تا کہ اس کے بندے مرنے کے بعد والی زندگی میں کامیاب ہو جائیں، انسانوں کے ساتھ ایسی ہمدردی اور محبت وہی رکھتا ہے جو ان کا حقیقی دوست، بھلائی چاہنے والا اور محبت رکھنے والا ہو۔

☆ اس کی محبت کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے چھوٹے چھوٹے اعمال صالحہ پر بڑا بڑا اجر وثواب اور برکت وانعامات دیتا ہے، مصیبتوں اور بلاؤں کو دور کرتا ہے، نیک اعمال کا اجر اور اثر دنیا میں بھی دیتا ہے اور مرنے کے بعد بھی دیتا ہے، دنیا میں ان کے چہروں پر سے لعنت ہٹا کر عبادات کا نور ظاہر کرتا ہے، مرنے کے بعد حشر کے میدان میں وہ ان کے چہرے ہاتھ پاؤں سب کو منور کر دے گا اور وہ اس طرح اپنے ماننے والے اور نہ ماننے والوں کے چہروں کے فرق کو دنیا میں بھی ظاہر کرتا ہے اور آخرت میں بھی کریگا۔

☆ اس کی محبت اور بندوں سے بھلائی کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو زیادہ سے زیادہ ان کی نیکیوں پر اجر وثواب دینے اور اعلیٰ مقامات دینے کے لئے ان کا فیصلہ قیامت تک روکے رکھتا ہے جب تک ان کے نیکیوں کے اثرات ختم نہ ہو جائیں تا کہ نیک بندوں کو پورا پورا اجر ملے فائدہ ہو۔

☆ اگر اللہ تعالیٰ ماں باپ کے دل میں اولاد کی محبت نہ ڈالتا تو ماں باپ سے بڑھ کر بچوں کا دشمن کوئی نہ ہوتا، کیونکہ وہ سب سے زیادہ انہی کے لئے تکلیف دہ ہوتے ہیں، نو مہینے تک ماں پیٹ میں لئے پھرتی، حمل کے دوران احتیاط والی غذائیں استعمال کرتی، پیدا

ہونے کے بعد بول و براز صاف کرتی، ماں باپ اولاد کی تکلیف پر رات رات بھر جاگتے، ان کو گود میں لئے رہتے، ان کے رونے پر نیند خراب کر کے اٹھتے، باپ ان کے لئے محنت و مزدوری کرتا، ان کے نخروں اور ان کی ضد کو برداشت کرتے، یہ سب تکلیفیں محض اللہ اپنی محبت سے ان میں پیدا کرتا ہے، اس لئے وہ اس ممتا کی محبت میں سب کچھ برداشت کرتے اور ان کو محنت و مشقت سے پالتے ہیں، یہ دراصل اللہ ہی کی محبت ہے جو ان سے ظاہر ہوتی ہے۔ دنیا میں بھائیوں میں محبت، بھائی بہنوں میں محبت، ماں باپ اور اولاد میں محبت، میاں بیوی میں محبت، رشتے داروں میں محبت اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے، اگر وہ محبت پیدا نہ کرے تو ایک دوسرے سے دور ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں کو یہ تعلیم دی۔ **قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ**o (آل عمران:۳۱) آپ کہہ دیجئے! کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے بھی محبت کرے گا اور تمھاری خطاؤں سے درگذار فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اللہ سے محبت اسی وقت قائم ہوسکتی ہے جب ہم اس کو صحیح پہچان لیں، اس کی صفات کو سمجھے بغیر اس کی صحیح پہچان حاصل نہیں ہوسکتی اور پہچان حاصل نہ ہو تو محبت بھی پیدا نہیں ہوسکتی، ایک بچہ اپنے ماں باپ سے محبت اور دیوانہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ بچپن سے اپنے ماں باپ کے احسانات، مہربانیوں اور خدمت اور مدد کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے وہ ہر روز اپنے ماں باپ کے احسانات کو کرتا ہوا دیکھتا ہے، اسی طرح انسان جب کائنات میں اپنے مالک کے احسانات فضل اور انعامات اور رحمتوں کو مختلف صفات اور کاموں کے ذریعہ دیکھے گا اور غور کرے گا تو اس کو اپنے مالک کے احسانات یاد آتے رہیں گے اور وہ اپنے آپ کو اللہ کا احسان مند بندہ تصور کرے گا اس سے انسان میں اللہ کی محبت بڑھے گی، پھر وہ رسول کی اطاعت و اتباع شوق سے کرے گا، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں بہت سے نام ایسے ہیں جو بندوں سے اس کی رحمت، محبت، شفقت، مہربانی، عفو و درگذر،

معاف کرنے والا، انعامات اور درجات دینے والا، مدد کرنے والا، قدر دانی کرنے والا، حفاظت کرنے والا، دوست کو ظاہر کرتے ہیں، ان صفات کو بندہ اگر سمجھے تو اسے اللہ سے محبت بڑھے گی، انسان کے دل و دماغ میں محبت کے چراغ روشن ہوں گے اور انسان اللہ کی محبت میں رسول اللہ ا سے بھی خوب محبت کرے گا اور اطاعت کے لئے شوق سے دوڑے گا یہی محبت انسان کو گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا کراتی ہے، اسی محبت سے وہ اخلاق رذیلہ سے دور چلا جاتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو آواز دے کر کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرئیل آسمانوں میں صدا دیتے ہیں کہ فلاں شخص کو اللہ محبوب بنالیا ہے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمانوں والے سب اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین پر اس کو مقبول بنادیا جاتا ہے۔(مسلم)

☆ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے سمجھنے سے انسان میں اللہ کی محبت کا جو دریا پھوٹتا ہے اس سے رسول اللہ ﷺ کی محبت، ماں باپ کی محبت، اولاد کی محبت، میاں بیوی کی محبت، انسانوں کی محبت، غیر مسلموں سے ہمدردی کا جذبہ، دعوت حق دینے کا مزاج، نیک کاموں کی محبت کی نہریں نکلتے ہیں اور چشمے پھوٹتے ہیں۔

☆ دنیا کی زندگی میں جب کوئی نوکر اپنے آقا کو بے انتہا مہربانی کرتا ہوا انعامات دیتا ہوا پاتا ہے، یا بیوی اپنے شوہر کو بہت زیادہ حسن سلوک اور محبت سے اس پر مال خرچ کرتا ہوا دیکھتی، یا ماں باپ کو اولاد بہت زیادہ محبت، حفاظت اور قربانی دیتا ہوا دیکھتی تو ان پر جان و مال قربان کرکے مرنے تک تیار ہوجاتے ہیں اگر ایک انسان کائنات میں غور وفکر کرکے اللہ کی محبت کے مظاہرے اور احسانات وانعامات پر غور کرے گا تو اپنے مالک ہی کا

ترانہ گاتے بیٹھے گا اور اطاعت و بندگی کے لئے دوڑے گا مگر ایمان والوں کو اللہ سے محبت نہیں پیدا کرائی جارہی ہے، صرف اللہ سے محبت کرنے کی اپیل کرنے سے محبت پیدا نہیں ہوتی، اس کے احسانات اس کے انعامات اس کا فضل اس کی عنایت اور عطا کو سمجھا کر اللہ سے محبت کرنے کی تعلیم دی جائے، محبت کوئی ایسی چیز نہیں جو قانونی الفاظ سے اپیل کرنے سے پیدا ہوجاتی ہے، محسن کے احسانات کو سمجھنے سے خود بخود محبت پیدا ہوتی اور پروان چڑھتی ہے، جب اللہ سے محبت ہوگی تو رسول اللہؐ کی اتباع ہوگی اور رسول اللہؐ کی اتباع سے اللہ بھی محبت کرے گا، پس رسول اللہؐ کی اتباع کے لئے اللہ کی محبت شرط ہے اور اللہ کی محبت کے لئے کائنات میں غور وفکر ضروری ہے تب ہی اللہ کی پہچان حاصل ہوکر اللہ کی محبت پیدا ہوسکتی ہے، صرف قانونی الفاظ بولنے سے کہ اللہ سے محبت کرو، اللہ سے ڈرو، کہنے سے محبت اور ڈر پیدا نہیں ہوتا، محبت اور ڈر پیدا کرنے کے لئے اس طرح غور وفکر کروانا ہوگا۔

انسانوں اور جنوں کو اللہ کی تمام نعمتوں پر غور وفکر کرتے رہنا چاہے کہ ان کا مالک ان کا کتنا خیال رکھا ہے اور کتنی آرام کی زندگی عطا کیا ہے وہ دنیا کو سلم گندی بستیوں کی طرح گندی دنیا نہیں بنایا، جہاں تکلیف ہی تکلیف اور کسی قسم کا آرام نہیں ہوتا۔

انسان جب ایک کتے کو پالتا ہے اس کو ہر روز روٹی اور گوشت ڈالتا یا دودھ دیتا ہے اور ساتھ لے کہ چہل قدمی کرتا ہے اس پر محبت سے ہاتھ پھراتا ہے اور پیار سے آواز دیتا ہے اور اس کو نہلاتا دھولاتا ہے تو وہ کتا اپنے اس مالک کو بہت اچھی طرح پہچانتا اور اس کے لئے بے چین و بے قرار رہتا ہے اس کے ساتھ موٹر میں چلنے کو ضد کرتا ہے، اس کے آنے پر اس کے پیروں میں لوٹ جاتا ہے، مگر افسوس انسان اللہ کی تمام نعمتیں کھانے کے باوجود اللہ کی نہ پہچان رکھتا اور نہ اس سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اَلشُّکُوْرُ

بہت بڑا قدر دان

وَاللّٰہُ شَاکِرٌ حَلِیْمٌ o اللہ بڑا قدر دان اور بردبار ہے۔ (تغابن:۱۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اگر تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرو اور خلوص نیت سے ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمہیں عذاب دے، جبکہ اللہ تو بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے“۔

اللہ کی قدر دانی کو وہی بندہ سمجھ سکتا ہے جو پورے خلوص اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر اور قرآن وحدیث پر ایمان لائے، اللہ کی محبت میں زندگی گذارے، اللہ کی محبت میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے، اس کا جینا، اس کا مرنا، اس کی عبادات، سب کچھ اللہ کے لئے ہو، اس کی بخشش اور عطا کا یہ عالم ہے کہ وہ تھوڑے سے عمل پر اپنے بندوں کی نیکیوں کو کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے، وہ اتنا مہربان ہے کہ جب کوئی ایمان والا بندہ صرف نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب عطا کرتا ہے، اور اگر وہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عملِ صالح کرے تو ایک نیکی پر سات سو گنا تک بڑھا کر اجر دیتا ہے، اس جیسا عطا کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، بندہ حقیقت میں اس کی قدر دانی سے واقف نہیں ہے، وہ ایک ادنیٰ جنتی کو دنیا سے سات گنا بڑی جنت عطا فرمائے گا، وہ اپنے ایمان والے بندوں سے جنت کا وارث بنانے کا وعدہ کیا ہے، دنیا کی حکومتوں میں کوئی اپنے غلام اور نوکر کو وارث نہیں بناتا، نہ غلام ونوکر کے ساتھ اکرام وتواضع کا سلوک کرتا ہے، مگر کائنات کا شہنشاہ اپنے بندوں کو چھوٹے سے چھوٹے نیک عمل پر بے انتہاء قدر ومقام عطا کرتا ہے، دنیا کی حکومتوں میں یا دُکان کی ملازمتوں میں ان کے ملازم، نوکر اور نمائندے جب اپنی ملازمت ایمانداری، دیانتداری اور رشوت، دھوکہ، فریب اور چوری کئے بغیر کرتے ہیں تو خاطر خواہ تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے مشکلات، مصیبت، تنگی اور کسمپرسی میں مبتلاء ہوجاتے ہیں

اور اپنے مسائل تک حل نہیں کر سکتے، پیسے پیسے کے لئے مجبور ومحتاج ہو کر قرض، فقیری اور غربت کا شکار رہتے ہیں، حکومت اور مالکِ دُکان کو ان کی محنتوں کی کوئی قدر نہیں ہوتی اور نہ کوئی زائد روپیہ پیسہ انعام کے طور پر دیتے ہیں، حکومت اچھے بُرے سب ملازموں کے ساتھ اپنے قانون کے مطابق یکساں سلوک کرتی ہے، الٹا اگر ایماندار ملازم غلطی کر جائے تو فوراً گرفت کرتی ہے یا کوئی بڑا کارنامہ انجام دے اور جان پر کھیل کر موت کا شکار ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ اس کی بیوہ کو ایوارڈ یا میڈل دیتی یا کچھ روپیہ پیسہ دے دیتی یا بیوہ کو اس کی جگہ ملازمت دے دیتی ہے یا وہ ملازم زندہ رہے تو ایک اسٹیج آگے ترقی دے کر عہدہ اور کرسی دے دیتی ہے، ترقی دینے کے بعد کوئی غلطی کرے تو اس پر سزا بھی دیتی ہے، اس کی قربانیوں کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، دُکاندار اپنے نوکر کو خوب محنت کرنے پر سال میں ایک مرتبہ کچھ کپڑے بناتے یا بونس کے نام پر کچھ روپئے دے کر بہت احسان جتاتے ہیں، مگر کوئی بھی اس کی محنتوں پر یا حکومت اپنے ملازم کی قربانیوں پر ملک کے کسی حصہ کا وارث نہیں بناتے اور نہ اس کو عزت دار، سکون وراحت والی زندگی گذارنے زمین یا گھر یا دوسرے سامان عطا کرتے ہیں، اس کے ملازمت یا عہدے سے ہٹنے کے بعد یا بوڑھے ہو جانے کے بعد اس کی حیثیت ایک عام آدمی جیسی ہو جاتی ہے، اس کی کوئی خاص عزت نہیں کی جاتی، الٹا ملازمت کے دوران جو سہولتیں، گھر، موٹر، حفاظتی عملہ دیا جاتا ہے وہ سب واپس لے لئے جاتے ہیں۔

☆ مگر انسان کی بیوقوفی اور نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس عارضی عزت، عارضی قدر اور عارضی مقام ومرتبہ اور عارضی چمک دمک کی خاطر اپنی پوری طاقت وتوانائی لگا دیتا ہے اور بڑے سے بڑے عہدے اور کرسی کو حاصل کرنے کی خاطر روپیہ پیسہ اور طاقت کا بھرپور استعمال کرتا ہے، جبکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کرسی اور عہدے سے ہٹ جانے کے بعد اس کا کوئی خاص مقام باقی رہنے والا نہیں، دورانِ ملازمت کوئی غلطی ہو جائے تو کوئی معاف کرنے والا بھی نہیں۔

انسان کی بیوقوفی و نادانی کا یہ بھی عالم ہے کہ وہ دنیا میں مقام و مرتبہ حاصل کرنے کے لئے جتنی محنت کرتا ہے اتنی اپنے مالکِ حقیقی کے ساتھ وفاداری نہیں کرتا اور نہ اصلی مالک کو راضی کر کے اس کے پاس مقام و مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کی ساری توجہ عارضی عزت، عارضی قدر اور عارضی مقام و مرتبہ کے لئے ہوتی رہتی ہے، جس طرح ریگستانوں میں چمکتی ریت چشمہ نظر آتی ہے اور انسان دھوکہ کھا کر اس کو پانی سمجھ کر بھاگتا رہتا ہے، اسی طرح دنیا کی چمک دمک، دنیا کا عیش و آرام، دنیا کی عزت، مقام و مرتبہ، عہدہ اور کرسی جو وقتی اور عارضی اور مختصر ہوتی ہے، ایک وقت گذر جانے کے بعد انسان اس سے محروم کر دیا جاتا ہے، اس سے چھین لی جاتی ہے، یہ سب جاننے کے باوجود اسی کے لئے تڑپتا اور فکر مند رہتا ہے، انسانی تاریخ گواہ ہے کے دنیا میں بڑے بڑے دولتمند، بڑے بڑے عہدہ اور کرسی والے، بڑے بڑے لیڈر، منسٹر، وزیر اعظم، صدرِ مملکت، بادشاہ ایک وقت کے بعد بے عزت ہوگئے، ان سے حکومت کے بنگلے، کوٹھی، کار، نوکر چاکر سب کچھ چھین لئے گئے اور جو سپاہی ان کی حفاظت کرتے تھے وہی ان کے قتل کے درپے بھی بن گئے، نئی حکومت آکر ان پر مقدمات دائر کرتی ہے اور مجرم ٹھہراتی ہے۔

☆ مگر کائنات کے مالک کے پاس اس کے بالکل برعکس ہے، اللہ کسی کا روپیہ پیسہ، طاقت وقوت، ڈگری وسند کی وجہ سے قدر نہیں کرتا، وہ جب کسی کو مقام و مرتبہ دیتا ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کا ہوتا ہے، کائنات کا مالک کسی کی دولت کو دیکھ کر یا کسی کی غربت کو دیکھ کر عزت و مرتبہ نہیں دیتا، وہ کسی عالم یا غیر عالم یا مرد و عورت کی بنیاد پر مقام و مرتبہ نہیں دیتا، وہ کسی صدر، بادشاہ اور فقیر کی نسبت پر مقام نہیں دیتا، وہ مقام و مرتبہ اور عزت اور قدر تو اسی انسان کو دیتا ہے جو حالتِ ایمان میں مخلص بن کر اس کی خوب اطاعت و بندگی کرنے والا ہو، وہ اسی کو مقام و مرتبہ دیتا ہے جو دنیا کی زندگی کو اصل نہ سمجھ کر آخرت کی تیاری کرے اور دن رات قرآن و حدیث پر عمل کر کے آخرت والے اعمال کرے، وہ اسی کو مقام و مرتبہ دیتا ہے، جو اس کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرے اور جواب دینے کا

احساس رکھے، وہ ایسے ہی بندوں کو مقام و مرتبہ دیتا ہے جو دن رات آخرت کو ذہن میں رکھ کر زندگی گذارتے ہیں، وہ اسی کو مقام و مرتبہ دیتا ہے جو تمام چیزوں سے زیادہ اُسی کی محبت میں جیئے اور مرے۔

☆ وہ اَلشَّکُوْر ہے، اس نے اپنی اس صفت کا اظہار اپنے ان بندوں کو تعلیم دینے کے لئے کیا ہے جو اس کی محبت میں زندگی گذارتے ہیں اور اس کی خاطر بھوک پیاس، تکلیف برداشت کر کے، ظلم و ستم سہہ کر بھی ایمان کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، وہ دولت و راحت، عہدہ اور کرسی پر بھی اس کو نہیں بھولتے، بے شک وہ ایسے ہی بندوں کا قدرداں ہے، کیونکہ وہ اَلشَّکُوْر ہے، وہ اپنے وفادار اور ایماندار بندوں کے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی بہت سی چھوٹی چھوٹی نافرمانیوں اور گناہوں کو وضو، غسل، طہارت جیسے اعمال سے ہر روز درگذر کرتا رہتا ہے، ان کی ذرا ذرا سی خطاؤں پر گرفت نہیں کرتا، بار بار معاف کرتا ہے، وہ توبہ کا دروازہ ان کے لئے کھلا رکھتا ہے، ان پر انعامات اور نعمتوں کی مسلسل بارش برساتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندوں کے گناہ دنیا میں تھوڑی سی مصیبت برداشت کرنے سے ختم ہو جائیں اور وہ آخرت میں سزاؤں سے بچ جائیں، وہ چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندوں کو آخرت میں درجات حاصل کرنے کے مواقع مرنے تک برقرار رہیں، وہ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی خوب اطاعت و غلامی کر کے آخرت میں نعمتوں، راحتوں اور عیش و آرام میں رہے، اس لئے انسان کو حقیقی مالک کی طرف رخ کرنا، اسی سے مقام و مرتبہ حاصل کرنے اور اسی سے عزت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اسی کی محبت اور یاد میں زندگی گذارنی چاہئے۔

☆ عقلمند اور سمجھدار انسان وہ ہے جو دنیا کی فکر کرنے کے بجائے آخرت کی فکر کرے اور دنیا کی زندگی کو مالک کی مرضی کے مطابق گذار کر مالک کو اپنا بنالے اور مالک کا ہو جائے، ایک مرتبہ محمود بادشاہ کچھ ہیرے جواہرات اپنے خاص لوگوں میں لُٹا کر گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا، گھوڑے کے پیچھے پیچھے ایاز جو اس کا وزیر تھا، وہ جواہرات لوٹنے کے

بجائے بھاگتا ہوا آرہا تھا، محمود نے پوچھا: تم وہاں جواہرات حاصل کرنے کے بجائے میرے ساتھ کیوں آرہے ہو؟ تو ایاز نے کہا: سرکار! وہ بیوقوف ہیں جو ہیرے جواہرات لوٹنے میں مصروف ہیں، میں آپ کو اپنا بنانا چاہتا ہوں، اگر آپ میرے بن گئے تو ساری حکومت میری، حکومت کی ہر چیز میری ہوجائے گی۔

☆ ایک بادشاہ نے اپنے درباریوں کو انعامات سے نوازنے کی خاطر میدان میں قیمتی سامان رکھ کر یہ موقع دیا کہ جو جس چیز پر اپنا ہاتھ رکھ دے وہ چیز اسی کی ہوجائے گی، وہاں اس کا خادم بھی ٹھہرا ہوا تھا، اس کو بھی کہا کہ تو بھی جو چیز لینا چاہے ہاتھ رکھ دے، اس نے کہا: سرکار! میں آپ پر ہاتھ رکھوں گا، اس لئے کہ جب آپ میرے ہوجائیں گے تو حکومت کی ہر چیز میری ہوجائے گی، اس لئے انسان دنیا میں وقتی اور عارضی قدر و عزت حاصل کرنے کے بجائے کائنات کے مالک کو اپنا بنالے، اس سے رشتہ جوڑلے، انسان انسانوں سے قدر وعزت حاصل کرنا چاہتا ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ قدرداں کے پاس قدر تلاش کرے، جھوٹوں اور بے حیثیت انسانوں کے پاس قدر تلاش نہ کرے، جوہری ہی ہیرے کو مقام اور قیمت دے سکتا ہے، عام انسان نہ ہیرے کو پہچان سکتا ہے اور نہ اس کی قیمت دے سکتا ہے، وہ اس کو عام پتھر سمجھ کر مختصر وقت تک استعمال کرے گا، پھر پھینک بھی دے گا۔

☆ دنیا میں انسان جب کوئی کارنامہ انجام دیتا ہے تو حکومت یا لوگ اس کو اسی وقت پسند کرتے، تعریف کرتے ہیں اور جلسے کرکے پھولوں کے ہار پہناتے ہیں مگر اس کے جذبات، خیالات اور خدمات کا پوری طرح احساس نہیں کرسکتے، بس ایک وقت میں زبردست استقبال کیا جاتا ہے، پھر اس کو بھول جاتے ہیں اور بعد میں عام انسانوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ایسا قدرداں نہیں، وہ تو اَلشَّکُوْر ہے، اپنے بندوں کے چھوٹے سے چھوٹے عمل کی قدر کرنے والا ہے، دنیا کا بادشاہ کسی انسان کی بہادری، وفاداری، امانت داری پر وقتی انعام عطا کرتا ہے جو ختم ہوجاتا ہے۔

☆ اللہ کی قدر اور دین کا یہ عالم ہے کہ جو بندہ حالتِ ایمان میں دنیا سے چلا جائے تو وہ اس کے لئے میدانِ عمل تو ختم کر دیتا ہے مگر اس کا نامۂ اعمال قیامت تک کھلا رکھتا ہے تا کہ اگر وہ دنیا میں نیکی کے پودے لگا کر گیا ہے تو ان سے قیامت تک جتنے لوگ نیکی کرتے رہیں گے اس کا ثواب مسلسل اس مرنے والے کے اعمال میں آتا رہے، اس کے نیک اعمال کے اثرات کی نیکیاں اُسے بھی ملتی رہیں، یہ ہے شکور کی قدر دانی، مختصر عمر، مختصر محنت، عمل تھوڑا، مگر عمل کا قدر داں اس عمل کو قیامت تک بدلہ اور ثواب کا ذریعہ بنا دیتا ہے، اس لئے اے لوگو! اپنے حقیقی قدر داں سے دل لگاؤ جو اَلشَّکُوْر ہے، اس جیسا قدر داں کوئی دوسرا نہیں، نہ اس جیسا بدلہ اور اجر دینے والا کوئی دوسرا ہے، یہ ہے حقیقی عزت، حقیقی قدر اور حقیقی مقام و مرتبہ، اچھے اعمال کی قدر تو صرف اَلشَّکُوْر ہی جانے۔

☆ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جتنے ایمان والے دنیا میں آئے اور آئندہ جتنے آئیں گے ان کے نیک اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ خوب بڑھا چڑھا کر ان کی نیکیوں کو پروان چڑھا کر دینے والا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے ایمان والے بندہ کا بڑا قدر دان ہے۔

☆ وہ اَلشَّکُوْر ایسا ہے کہ اس نے اپنی قدر دانی کا اظہار ایسے کیا کہ اگر کوئی اخلاص کے ساتھ قرآن مجید کو بغیر سمجھے، بغیر معنیٰ جانے پڑھے گا تب بھی ہر ہر حرف پر وہ دس دس نیکیاں دے گا، چنانچہ اس نے یہ تعلیم دی ہے کہ الم تین حروف کا مجموعہ ہے، الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے، اس پر وہ تیس (۳۰) نیکیاں دے گا، دنیا کا کوئی بادشاہ یا حاکم اپنے الفاظ کو یا اپنے شاہی فرمان کو بغیر سمجھے پڑھنے پر انعام نہیں دیتا، مگر شہنشاہِ کائنات اپنے کلام کو بغیر سمجھے پڑھنے پر قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے انعام دے رہا ہے، یہ صرف اس کی صفت اَلشَّکُوْر کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ وہ حقیقی قدر داں ہے، ذرا غور کرو جو مالک بغیر سمجھے یہ قدر کرے تو اس کے کلام کو سمجھ کر پڑھے، اس پر عمل کرے اور اس کو دوسروں تک پہنچائے تو وہ کیسی قدر دانی کرے گا اور کیسا بہترین اجر و ثواب اور

بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

☆ اس کی قدر دانی کا یہ عالم ہے کہ وہ صرف اپنے نیک بندوں کے اچھے اعمال پر خوب ثواب اور نیکیاں دیتا ہے، بلکہ جو بندے ایمان لا کر اس کو اپنا بنالے تو وہ ان کے نام کو دنیا میں بھی روشن کر دیتا اور انسانوں کو ان کا نام ادب وتعظیم کے ساتھ لینے اور محبت کرنے کا اور ان کا ادب واحترام دلوں میں ڈالتا ہے، اس نے احادیث کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ جب بندہ اس کو اکیلے اور جی میں یاد کرتا ہے تو وہ بھی اس کو جی میں یاد کرتا ہے، جب بندہ اس کو لوگوں میں یاد کرتا ہے تو وہ بھی فرشتوں میں یاد کرتا ہے، جب بندہ اللہ کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کو دعوت وتبلیغ کرتا ہے تو اللہ بندے کے نام کو فرشتوں میں عام کر دیتا ہے اور فرشتے اس انسان کا اتنا زیادہ تذکرہ کرتے ہیں کہ اس انسان کا نام بندوں میں عام ہو کر انسانوں میں مشہور ہو جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی) بندے محبت، تعظیم اور ادب و احترام سے اس بندے کو یاد کرتے، اس کے واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔

☆ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بہت سے ایمان والے بندوں کا نام دنیا میں باقی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے نیک بندوں کے واقعات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے نیک بندوں کے واقعات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام، بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے نام دنیا میں روشن فرما دیا، ان کے ناموں کو اور ان کے کاموں اور ان کی اطاعت کی مثال اور نمونہ بنا کر آنے والے انسانوں کو ان کی نقل میں زندگی گذارنے کی تاکید کی اور ان کی نقل کروا کر گذرے ہوئے تمام نیک بندوں کو اجر وثواب عطا فرما رہا ہے، یہ اس اَلشَّکُوْر کی قدر دانی ہے۔

☆ اس کی قدر دانی کا یہ عالم ہے کہ زانیہ اور فاحشہ عورت پیاسے کُتے پر رحم کر کے اپنے موزے سے کنویں سے پانی نکال کر پلاتی ہے تو وہ اس کے اس عمل کی قدر دانی کرتے ہوئے گناہ معاف کر کے ہدایت سے نوازتا ہے، اس نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ یہ تعلیم بھی دی کہ اگر انسان حالتِ ایمان میں جانوروں کے ساتھ بہتر سلوک کرے اور ان کے لئے

درخت اور پودے لگا کر غذاء کا انتظام کرے تو وہ اس پر بھی اجر وثواب دے گا، اس لئے کہ وہ اَلشَّکُوْر رہے، ذرا غور کیجئے پودے اور درخت انسان بہر حال لگانے کا عادی ہوتا ہے، اس سے پھل اور پھول حاصل کرتا ہے، اس پر بھی اللہ نے انعام کا وعدہ کیا ہے، یہ صرف اور صرف اس کی عطا اور دین ہے اس لئے کہ وہ اَلشَّکُوْر یعنی قدر داں ہے۔

☆ گناہگاروں پر اس کی عنایت وکرم کا یہ عالم ہے کہ جب وہ سچے دل سے توبہ کرتے ہیں تو وہ ان کو عزت سے نوازتا ہے، ان سے راضی اور خوش ہوتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش نہ ہونے پر انہوں نے لوگوں کے ساتھ شہر کے باہر جا کر بارش کے لئے دعا کی، دعا قبول نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ تمہارے مجمع میں ایک انتہائی بدکار شخص ہے، اُسے نکلنے کے لئے کہو، اعلان کیا گیا، مگر کوئی نہیں نکلا، پھر دعا ہوئی اللہ نے بارش برسا دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دریافت فرمایا کہ مجمع میں سے کوئی نہیں گیا اور آپ نے رحم فرما دیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بتلایا گیا کہ وہ گنہگار شخص تڑپ کر ہمیں پکارا اور گناہوں سے توبہ کی، اس لئے ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی کہ وہ کونسا ایسا انسان ہے جو چند سکنڈ میں اے اللہ! آپ کو راضی کر لیا مجھے بتا دیجئے، اللہ نے فرمایا: نہیں! اس نے ہم سے درخواست کی کہ اُسے ظاہر نہ کیا جائے، اس لئے ہم نہیں بتلائیں گے، یہ ہے اللہ کی قدردانی، وہ گناہگاروں کی بھی ایسی قدر کرتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابیہ جن کا نام حضرت غامدیہؓ ہے، ان سے زنا ہو گیا اور ایک صحابی حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے بھی زنا ہو گیا، ان دونوں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پاک کرنے کی درخواست کی، پھر حضرت غامدیہؓ تو بار بار آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنگسار کرنے کی درخواست کرتی رہیں، مگر ان سے بچہ پیدا ہونے اور بچے کے روٹی کھانے تک انتظار کرنے کو کہا گیا، جب ان لوگوں کو سنگسار کر دیا گیا تو خون کے چھینٹے کچھ صحابہ پر اچھلے، صحابہؓ نے آپس میں گندہ اور ناپاک

گنہگاروں کا خون کہا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا، ان لوگوں سے نفرت نہ کرو، انہوں نے وہ سچی توبہ کی ہے، جس کی کوئی مثال ہی نہیں، اگر ان کی توبہ پورے مدینے کے لوگوں میں بانٹ دی جائے تو ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے، غور کیجئے اللہ کیسا شکور ہے، زانی لوگوں کی توبہ کو اتنی قیمتی بنا دیا کہ وہ ہزاروں کے گناہ معاف کرنے کے برابر ہوگئی اور اللہ نے تاریخ میں ان دونوں کا نام محفوظ کر دیا، جس کی وجہ سے قیامت تک لوگ ان دونوں کو عزت واحترام سے یاد کرتے ہوئے ان کی توبہ کی مثال پیش کرتے رہیں گے، بیشک اللہ اَلشَّکُوْر ہے، وہ اپنے بندوں کے دل سے توبہ کرنے کے عمل کو ایسی ہی قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور توبہ پر گنہگاروں کو اونچا مقام عطا فرماتا ہے اور ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، دنیا کی کوئی حکومت یا بادشاہ اپنے کسی مجرم کو نہ ایسا معاف کر سکتے ہیں اور نہ درجات سے نوازتے ہیں، الٹا اس کو ذلت کے ساتھ سزا دیتی ہے اور اس کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔

☆ بخاری، مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اگر بندہ مجھ سے بالشت بھر قریب ہوگا تو میں اس سے ہاتھ کے بقدر قریب ہو جاؤں گا، اگر وہ مجھ سے ہاتھ برابر قریب ہوگا تو میں اس سے ایک بانہہ کے بقدر قریب ہوں گا، اگر وہ میرے پاس چلتا ہوا آئے گا تو میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آؤں گا، بے شک وہ بڑا قدرداں ہے، اپنے بندہ کے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو پرورش دے کر احد پہاڑ بنا دیتا ہے، اس کو ضائع نہیں کرتا، دنیا کا کوئی بادشاہ اپنے غلام اور نوکر کی وفاداری پر ایسی محبت کا اظہار نہیں کرتا۔

☆ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ جو اسلام کے دشمن اور اللہ کے نافرمان تھے، جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ہندہ کی طرف سے قتل کیا تھا، جو توبہ کر کے اسلام لے آئے تو باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناراض ہونے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسا کام کروا دیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے خواب میں آ کر خوشی کا اظہار کیا، اسلام قبول کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پیٹھ کے پیچھے کی طرف

بیٹھنے کی ترغیب دی، تا کہ چچا کی یاد نہ آ جائے اور آپ ؐ کو تکلیف نہ ہو، حضرت وحشی بن حربؓ کو اپنے اس عمل پر بڑا ملال ہوتا رہا اور وہ اللہ سے توبہ کر کے اپنے کیے پر معافی مانگتے رہے، آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اُسی بھالے سے مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کا موقع عطا فرمایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کروا کر ان کے غم کو ہلکا کیا، یہ قدر دانی مالکِ حقیقی کی طرف سے ہوتی ہے، بے شک وہ بڑا قدر داں ہے، کوئی دوسرا اس کی طرح شکور نہیں، کوئی اس طرح قدر نہیں کر سکتا، دنیا کے بادشاہ کی طرف سے جب کسی کی قدر کی جاتی ہے تو وہ قدر عارضی اور وقتی ہوتی ہے، وہ قدر کر کے جائیداد دے دیتا ہے یا مال و دولت سے نوازتا ہے، یا عہدہ و کرسی دے دیتا ہے جو موت کے ساتھ ہی دوسرے اس پر قبضہ کر لیتے ہیں، اس لئے یہ قدر حقیقی قدر نہیں، یا کچھ اچھا نام دے دیتا ہے جو مرنے کے بعد اس کی ساری قدر و عزت ختم ہو جاتی ہے اور لوگ بھول جاتے ہیں۔

☆ جب بندہ سچے دل سے اللہ سے معافی مانگتا ہے اور اللہ کی اطاعت کی طرف دوڑتا ہے تو وہ اپنے ان بندوں کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، چنانچہ اس نے انتہائی خطرناک مشرکوں اور کافروں، چوروں، ڈاکوؤں، لٹیروں، زانیوں، شرابیوں، قاتلوں کو ایمان کے بعد توبہ کرنے پر معاف کیا اور ان کو ہدایت دی اور ان کو دِین کی بڑی سے بڑی خدمت کرنے کے مواقع بھی عطا فرمائے، وہ بندوں کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے، وہ توبہ کرنے والوں کی قدر کرتا ہے، اس کی قدر دانی دنیا کے بادشاہوں کی طرح وقتی اور عارضی نہیں ہوتی، وہ جب کسی کی قدر کرتا ہے تو اس کو سب سے پہلے دین کی سمجھ دیتا ہی رہتا ہے، اس کی آخرت کو منور کرتا ہی رہتا ہے، اس کے مرنے کے بعد اس کے اعمالِ صالحہ اور محنتوں کو دنیا میں جاری رکھتا ہے اور قیامت تک نیکیاں کمانے کے مواقع عطا فرماتا ہے۔

☆ وہ اتنا قدر داں ہے کہ جب بندہ اس سے دعا مانگتا ہے تو وہ بندوں کی ساری دعائیں قبول نہیں کرتا، جن جائز دعاؤں کو قبول نہیں کرتا، ان کا اجر و ثواب وہ آخرت میں

عطا فرماتا ہے، اس کی قدردانی کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن بندہ تعجب کرے گا کہ وہ تو اتنی نیکیاں نہیں کیا تھا، اتنی ساری نیکیاں کہاں سے آگئیں؟ تو اللہ تعالیٰ اُسے بتلائے گا کہ یہ تیری ان دعاؤں کا بدلہ ہے جو میں نے دنیا کی زندگی میں تجھے نہیں دیا تھا، اس وقت بندہ حسرت سے کہے گا کہ کاش میری پوری دعائیں آخرت میں محفوظ ہو جاتیں۔

☆ اس کی قدردانی پر ذرا غور کیجئے! حضرت بی بی ہاجرہؓ پیغمبر نہیں تھیں، پیغمبر کی بیوی تھیں، نبی کی صحبت سے تربیت پائیں، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماں اور بچہ کو وادئ غیر ذی زرع میں اکیلے چھوڑنے کا حکم فرمایا تو بی بی ہاجرہؓ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ کی اس ویران وادی جہاں نہ آبادی تھی، نہ پانی اور نہ کسی قسم کی غذاء، اکیلے چھوڑ کر جانے لگے تو بی بی ہاجرہؓ پوچھتی ہیں کہ آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ جواب نہ دیا، پھر وہ خود دریافت کرتی ہیں کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ تو اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! تب بی بی ہاجرہؓ نہ چیخیں چلائیں اور نہ شور مچایا اور نہ شوہر کے ساتھ بحث وتکرار کی؛ بلکہ یہ جملہ کہا جو قیامت تک آنے والی ایمان والی عورتوں کے لئے زبردست تربیت کا ذریعہ ہے، کہا کہ: ''تب تو اللہ ہمیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا''، بس کامل اللہ پر بھروسہ کرکے اعتماد کرکے توکل کرکے اکیلے جنگل و بیابان میں خوشی و رضامندی سے رہ گئیں، پھر جب کھجور اور پانی ختم ہوگیا اور بچہ رونے لگا تو اسباب کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان پانی یا کسی انسانی قافلہ کی تلاش میں دوڑ لگائیں، اللہ تعالیٰ کو ان کا اس طرح دوڑنا اور وہاں اللہ کے بھروسہ پر رہنا اتنا پسند آیا کہ وہیں پر ایسا پانی جاری فرمادیا جو پیاس بھی بجھاتا ہے اور غذاء کا کام کرکے بھوک بھی مٹاتا ہے، غور کیجئے کہ وہ کیسا شکور ہے، اس نے بی بی ہاجرہؓ کے اس عمل پر یہ قدردانی کی کہ قیامت تک حج کرنے والوں کو صفا اور مروہ کے درمیان آپ کی نقل میں دوڑ لگانا عبادت بنادیا اور مسلسل اس کا ثواب ان کو حاصل کرنے کے قابل بنادیا، بے شک وہ اپنے بندوں کے وہ اعمال جو تڑپ، اخلاص اور توکل کے ساتھ کئے جاتے ہیں ان کی قدردانی

ایسے ہی کرتا ہے، اس لئے کہ وہ اَلشَّکُوْر رہے۔

☆ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل وعیال کی اللہ کے ساتھ بے انتہاء لگاؤ اور قربانی اور اطاعت پر نہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدردانی کی گئی بلکہ سب کو بلندیوں اور رحمتوں سے نوازا اور امتِ مسلمہ کو درودِ ابراہیمؑ پڑھنے کا حکم دے کر ہر نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود وسلام پڑھواتا ہے، اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان کی قربانیوں کی اتنی زبردست قدر کی کہ قیامت تک آنے والے بندوں کو حج کے ایام میں ان کے طریقوں کی نقل کرنا ضروری قرار دیا اور ان کی نقل سے تمام لوگوں کے اعمالِ حج کا ثواب ان کو اور ان کے خاندان کو دے رہا ہے، ایسی قدردانی اور ایسی عزت اس شکور کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دے سکتا، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال کو یہ مقام کب اور کیسے ملا؟ جب انہوں نے اپنی جان ومال سے زیادہ اللہ سے خوب محبت کی اور اللہ کے لئے قربانیاں دیں اور اطاعت وغلامی کے لئے دوڑے، اپنی جان و مال کو اللہ پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب کو سچ کر دکھایا تو قیامت تک تمام مسلمانوں کو قربانی کے ذریعہ ان کی نقل کرنے کی تعلیم دی، چنانچہ مسلمان پوری دنیا میں ہر سال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی سنت ادا کرتے ہیں، یہ اللہ کی قدردانی کا کھلا ثبوت ہے، بے شک وہ شکور ہے، اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کا لقب دیا، دنیا کا کوئی بادشاہ اپنے نوکر اور غلام کو دوست نہیں کہتا۔

☆ بے شک اللہ اپنے بندوں کی اطاعت کا بہت قدردان اور خوب عنایت کرنے والا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ بندے اس کی محبت میں زندگی گذاریں، اسی کے لئے ہر اچھا کام کرے اور ہر برائی سے پرہیز کرے اور اس کے نبی کی اتباع میں اس کی غلامی و بندگی کرے، افسوس انسان اپنے اتنے مہربان مالک، قدردان مالک کی عنایت اور عطا کرنے والے مالک سے غافل بن کر دنیا کے بیکار کاموں کے ذریعہ نام ونمود حاصل کرنے یا

تعریف کروانے یا جھوٹی عزت کروانے کے لئے محنت کرتا ہے، حالانکہ حقیقی عزت اور حقیقی مرتبہ بنگلہ، کوٹھی، روپیہ پیسہ نہ ہونے کے باوجود اللہ کی صرف غلامی پر اللہ عطا کرتا ہے، ایسے نادان انسان اور بیوقوف انسان جہاں اس کو ہمیشہ ہمیشہ کی حقیقی عزت اور حقیقی مرتبہ و مقام مل سکتا ہے، وہاں کوشش نہیں کرتا، بس دنیا کی چندروزہ چمک دمک کے پیچھے پڑا رہتا ہے، ایسے غافل انسانوں کو غفلت سے بیدار ہونا چاہئے اور آنکھیں کھول کر حقیقی مالک سے اپنے آپ کو جوڑنا چاہئے اور اُسی کی محبت وغلامی میں زندگی بسر کرنا چاہئے، یہ چندروزہ جھوٹی عزت، جھوٹی شان اور عیش وآرام اور چندٹکوں کی خاطر اپنے اصلی قدردان پروردگار کو چھوڑ کرنا قدرے، عقل کے کورے، دنیا پرست انسانوں کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہئے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے صرف قربانی مانگتا ہے اور وہ اس قربانی پر ان کو بے انتہاء نوازتا ہے، وہ دنیا کی حکومت اور بادشاہوں کی طرح ایک مرتبہ عزت دے کر انجان نہیں ہوجاتا؛ بلکہ وہ اپنے ہر فرمانبردار بندے اور بندی کو جب عزت دیتا ہے، ان کی قدردانی کرتا ہے تو دنیا میں تمام انسانوں سے ادب واحترام کرواتا ہے، ان کی مدد کے لئے دوڑاتا ہے، ان کی ایک ایک بات اور عمل کو نصیحت اور مثال بنادیتا ہے، پھر فرشتوں، آسمانوں اور انسانوں میں اور قیامت تک اور حشر کے میدان اور جنت میں تک قدردانی کرواتا ہی رہتا ہے، ہر وقت ہر لمحہ ان کو اپنی رحمت میں لئے رہتا ہے، یہ اس کے شکور ہونے کا اظہار ہے۔

☆ اس کی قدردانی کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن اپنے ایمان والے بندوں کو حشر کے میدان میں جتنا وقت ایک نماز ادا کرنے پر ہوتا ہے اتنی دیر ہی ٹھہرائے گا اور ان پر عرش کا سایہ کرے گا اور نافرمانوں کو قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کا بنا کر بغیر سایہ کے سخت دھوپ میں کھڑا کرے گا، اللہ جسے ذلیل کردے اور دھتکار دے ان کا تذکرہ نہ آسمانوں میں ہوتا ہے اور نہ زمین میں اور اگر ہوتا بھی ہے تو برائی کے ساتھ، نفرت اور لعنت کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے فرعون، نمرود، ہامان، قارون، ابوجہل، ابولہب کا ہوتا ہے، ان لوگوں نے اس کی عبدیت وبندگی سے انکار کیا اور نافرمانی کی زندگی گذاری، اس لئے وہ اللہ کے پاس قدر کی

نگاہ سے نہیں بلکہ لعنت کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے، اور دنیا و آخرت میں ذلت ہی ذلت میں مبتلا رہے اور رہیں گے، جہنم میں ان کی اصلی بے عزتی نظر آئے گی۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اللہ کے پاس دیکھئے! ہر دو چار منٹ سے پوری دنیا میں اذان کے کلمات پکارے جاتے ہیں اور اللہ کے نام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی پکارا جاتا ہے، اللہ نے کلمہ میں اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا لازم کر دیا ہے، اللہ کی قدر دانی دیکھئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی قیامت تک نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتا رہے گا۔

☆ اس کی قدر دانی پر مزید غور کیجئے! اس نے وحی اور نبوت کا علم محفوظ کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور دیگر صحابہؓ کو منتخب فرمایا اور ان سے دین کا بہت سارا علم محفوظ کروا دیا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین دیکھئے! حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو رئیس زادے تھے، جنہوں نے محض اللہ کی خاطر دولت چھوڑی، خاندان چھوڑا، عیش و آرام چھوڑا اور ان کے جسم کے کپڑے تک چھین لئے گئے، اللہ نے ان کی ایسی قدر کی کہ تمام صحابہ میں ان کو یہ موقع عنایت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت فرمانے سے پہلے آپ کو مدینہ ایک داعی کی حیثیت سے سب سے پہلی مرتبہ بھیجا گیا اور آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ دعوت و تبلیغ کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ کی حیثیت سے کئی اور کئی انصاری صحابہؓ کو اسلام میں داخل کیا، چنانچہ جتنے لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کئے ان کی نسلیں دنیا میں جاری ہیں اور ان کے ایمان و اسلام پر زندگی گذارنے کا اجر و ثواب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھی مل رہا ہے، پھر اللہ نے ان کی اتنی قدر کی کہ وہ مدینہ ہی میں شہادت پائے، جبکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شہادت پانے کا

شوق رکھتے تھے، جنگ کے میدان میں کئی لوگوں کے بیچ اور تلواروں میں گھر جاتے مگر ان کی موت بستر پر ہوئی۔

☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو ایک کالے اور موٹے ہونٹ والے حبشی غلام تھے، جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں، انہوں نے ہر قسم کی تکلیفیں اور ظلم کو برداشت کرنے کے باوجود کلمہ توحید کو نہ چھوڑا اور سزا ملتے وقت اللہ ہی کو احد احد کہہ کر پکارتے تھے، ان کے اس مجاہدے اور ظلم کو ایمان کی خاطر برداشت کرنے پر اللہ نے ان کی زبردست قدر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک آپؐ کے خاص صحابی بنے رہے، نماز کے لئے اذان کے ذریعہ اللہ کی کبریائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی ان ہی سے کرائی جاتی اور آج پوری دنیا میں ان کی اذان کی نقل کرائی جاتی ہے اور قیامت کے دن حشر کے میدان میں ان کی اذان سنائی جائے گی، اللہ کی کبریائی اور بڑائی انہی کے ذریعہ سنائی جائے گی، اللہ ان کی وہ قدردانی کرے گا کہ وہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی نکیل پکڑے اونٹ سے آگے آگے چلتے رہیں گے، اللہ نے بڑے بڑے صحابہؓ سے عزت کروائی، صحابہ ان کو سیدنا یعنی ہماری سردار کہہ کر پکارتے تھے، صحابہؓ میں اگر کوئی انہیں کچھ کہہ دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوجاتے، یہاں تک کہ صحابہؓ کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے معافی مانگنا اور منانا پڑتا تھا، یہ سب اللہ کی قدردانی اور اس کی دین ہے۔

☆ قیصر وکسریٰ پر مسلمانوں کی فتح ہوئی، سارا مالِ غنیمت لایا گیا، ایک صحابی جن کا نام آج تک معلوم نہ ہوسکا ایک معمولی تھیلے میں قیصر کے سونے کا تاج لے کر آئے، وہ تاج خلیفۂ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا گیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ معلوم ہے یہ بادشاہ کا تاج ہے جو بڑا قیمتی ہے، انہوں نے کہا جانتا ہوں، لوگوں نے ان کا نام دریافت کیا تو انہوں نے کہا نام جان کر کیا کروگے؟ میں نے جس کی خوشنودی کے لئے یہ کام کیا وہ میرا نام بہت اچھی طرح جانتا ہے، میں نے نام کمانے اور امیر المؤمنین سے

تعریف سننے کے لئے یہ کام نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی ایسی قدر کی کہ تاریخ میں ان کا نام نہیں اور ان کا یہ کام بغیر نام لئے بیان کر کے لوگوں کو اخلاص اختیار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے، اللہ نے قیامت تک ان کے اس عمل کو انسانوں کے لئے خالص اللہ کے لئے کام کرنے کا سبق بنا دیا۔

☆ اس نے خالق ہونے کے ناتے جب اپنے بندوں کو ایک دوسرے کی قدر دانی کرنا سکھایا تو کیا وہ قدر دانی سے دور رہے گا؟ ہرگز نہیں! وہ تو بہت بڑی قدر دانی کرے گا، وہ قدر دان ہے، تقویٰ اختیار کرنے والوں کا، وہ قدر دان ہے اس کے بندوں پر رحم کرنے والوں کا، وہ قدر دان ہے ان کا جو اس کے بندوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں، وہ قدر دان ہے توبہ کرنے اور معافی مانگنے والوں کا، وہ قدر دان ہے اس کی طرف بندوں کو دعوت دینے والوں کا، وہ قدر دان ہے نفس کو قابو میں رکھنے والوں کا، وہ قدر دان ہے شکر بجالانے والوں کا، وہ قدر دان ہے اس کی خاطر مصیبت اور تکالیف جھیلنے، برداشت کرنے اور صبر کرنے والوں کا۔

☆ اس نے فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کے ایمان لانے اور اللہ کی محبت میں تکالیف برداشت کرنے کی خوب قدر دانی کی، فرعون نے بی بی آسیہؓ کو ایمان سے ہٹانے کے لئے بہت تکلیفیں دیں اور ہاتھوں اور پیروں میں کیلے ٹھونک کر اوپر سے وزنی پتھر گرا کر شہید کر دیا، مگر بی بی آسیہؓ نے ایمان کو نہیں چھوڑا اور ایمان پر مرنا گوارہ کیا، دنیا کی شان و شوکت کو ایمان کے لئے ٹھکرا دیا اور مرنا گوارہ کیا اور اللہ سے دعا کی کہ انہیں جنت الفردوس میں محل عطا فرمائے، انشاء اللہ جنت میں اللہ ان کی خوب قدر دانی فرمائے گا۔

☆ وہ جب قدر دانی پر آتا ہے تو معمولی انسان خادموں اور نوکروں کے مقام اور مرتبہ پر رہنے والوں کے صرف ایمان پر قائم رہنے پر بے انتہاء نوازتا ہے، فرعون کے دربار میں ایک میاں بیوی نوکر کی حیثیت سے کام کرتے تھے، بیوی فرعون کی بیٹیوں کی خادمہ تھی، جب خادمہ کے شوہر نے ایمان قبول کیا اور فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے شوہر کو قتل کر دیا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا معراج کے سفر میں مجھے ایک جگہ خوشبو محسوس ہوئی تو میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ اس عورت اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے جو فرعون کے بیٹیوں کی خدمت کرتی تھی، اس عورت کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن وہ فرعون کی بیٹی کے بال سنوار رہی تھی کہ اچانک کنگھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی، تو اس نے بسم اللہ پڑھتے ہوئے کنگھی اٹھائی تو فرعون کی بیٹی نے کہا یہ اللہ کون ہے؟ خادمہ نے کہا: میرا، تمہارا اور تمہارے والد کا رب اللہ ہے، جب بیٹی نے فرعون کو اطلاع دینے کی دھمکی دی، اس عورت نے کہا: ہاں بتادو! جب بیٹی نے فرعون کو یہ بتایا تو اس نے خادمہ کو بلایا اور کہا: اے عورت! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ تو اس نے برملا جواب دیا: میرا اور تمہارا رب اللہ ہے، تو فرعون نے ایک بڑا دیگ منگوایا اور اُسے خوب گرم کیا اس کے بعد اس عورت کو اور اس کے بچوں کو اس میں ڈال دیا، جب اس عورت کے گود کے بچہ کو اس سے چھین کر پھینکنے کی باری آئی تو اس نے کرشماتی طور پر اپنی ماں سے کہا: اے ماں! آپ ڈریئے مت! اس لئے کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے بہت کمتر ہے، بچے نے محسوس کیا کہ شاید اس کی ماں اس کی وجہ سے پیچھے ہٹ سکتی ہے، چنانچہ عورت بھی بچے کو ساتھ لے کر کود گئی۔ (مسند احمد: ۲۸۲۱، مسند ابو یعلیٰ: ۲۵۱۷، مسند حاکم: ۳۸۳۵)

یہ مقام اسی کو ملتا ہے جس سے شکور راضی ہو جائے اور ان کے عمل کی قدر کو قیامت کے دن بتلائے گا، فرعون ذلیل و رسواء ہوگا، خادم اور خادمہ اور ان کے بچے اس کے مقابلہ میں عزت، مقام و مرتبہ سے نوازے جائیں گے، اس کا اشارہ معراج کے سفر میں اللہ نے بتلا دیا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرد بچوں کے انتقال پر مشرکین مکہ نے یہ تصور کیا کہ اب محمدؐ کے بعد ان کی پیغمبری چلنے والی نہیں، ان کی زندگی کے بعد یہ دعوتِ اسلام بند ہو جائے گی، اس لئے وہ اذیت دینے کے لئے طعنہ دیتے کہ محمدؐ دم کٹے ہیں، ان کے بعد ان کا نام لینے والا کوئی نہیں، ان کے کام کو چلانے والا کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ

دین ختم ہوجائے گا، اللہ کی قدر دانی، عطا اور دین دیکھئے کہ اللہ نے سورۂ کوثر نازل کر کے گویا یہ اعلان کر دیا کہ ہم شکور ہیں، قدر دان ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ محنت ہمارے راستہ میں کر رہے ہیں ہم ان کو دنیا و آخرت میں کثیر نعمتیں عطا فرمائیں گے، دنیا کے اعتبار سے اگر وہ مرد اولاد کے باپ نہیں ہیں تو کچھ بھی فرق نہیں پڑتا، ان کی قدر ہم ایسے کریں گے کہ ان کو ایسی امت اور لوگ دیں گے جو نہ ان کے رشتہ دار ہوں گے، نہ ہم وطن ہوں گے، نہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں گے اور نہ ان کی زبان جاننے والے ہوں گے، وہ برسوں بعد غیر ملکوں میں پیدا ہونے کے باوجود ہم وطن نہ ہونے، راشتہ داری نہ رکھنے، زبان سے واقف نہ ہونے کے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی اور سگی اولاد سے بڑھ کر محبت کرنے والے ہوں گے، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کرنے والے ہوں گے۔

☆ یہ ابولہب اور ابوجہل جو مرد اولاد والے ہیں، جو ہمارے لعنت زدہ اور دھتکارے ہوئے ہیں، ہمارا انکار کر کے، ہمارے نبی کو نہ مان کر ذلیل ورسواء ہوگئے، ہم ان کو ذلیل کریں گے، اگرچہ ان کی نسل دنیا میں چلتی رہے گی مگر وہ قطعی اپنا نسب ظاہر نہیں کریں گے، یہ لوگ باوجود اولاد والے ہونے کے بے نام ونشان ہوجائیں گے، اصل دُم کٹے تو یہ ہیں، ان کا نام جب بھی لیا جائے گا تو قیامت تک آنے والے لوگ ذلت وحقارت سے لیں گے، پیار، محبت، عزت اور ادب واحترام تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا، لوگ آپؐ کے امتی ہونے پر فخر کریں گے، یہ دنیا کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی قدر دانی ہے کہ ہر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اذان میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا نام بلند کیا جارہا ہے، آپؐ کی زندگی کے حالات بیان کر کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نقل کو لازمی اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

☆ دنیا میں جن لوگوں نے بھی اللہ کی قدر نہیں کی اللہ نے انہیں بھی ذلیل ورسواء کیا، جن لوگوں نے بھی اس کو ماننے سے انکار کیا، ان کو اللہ نے دنیا میں بے عزت اور ذلیل کیا اور ان کی زندگیوں کو عبرت ونصیحت کے طور پر باقی رکھ کر انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ جب کسی کو دھتکار دیتا ہے اور ذلیل ورسواء کرتا ہے تو دنیا کے دوسرے انسانوں کے سامنے اس کی برائی

کے قصّے، اس کی نافرمانی کے حالات کا تذکرہ انسانوں سے کروا کر لعنت کرواتا ہے، اس نے فرعون کی نافرمانی اور بغاوت پر اس کو اور اس کی فوج کو سمندر میں ڈبو دیا اور اس کی لاش کو قیامت تک کے لئے دنیا میں انسانوں کو عبرت حاصل کرنے کے لئے محفوظ کردیا، اس کی ذلت کا یہ حال ہے کہ ایک وقت کا بادشاہ ننگا، ہاتھ پیر اکڑے ہوئے، ایک کانچ کے ڈبّے میں میوزیم میں رکھ دیا گیا اور ٹی وی کے ذریعہ اس کو ساری دنیا کو بتلایا جارہا ہے کہ اللہ کے باغی اور نافرمانوں کی بے عزتی کا یہی حال ہوتا ہے، آج وہ مجبور و لاچار پڑا ہے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور بیوی نے جب اللہ کا انکار کیا اور نافرمانی کی تو باوجود پیغمبر کی اولاد اور بیوی ہونے کے ذلت میں مبتلا کردئے گئے، آج ان کے تذکرے ان کی نافرمانی کو بتلانے انسانوں کے سامنے بطورعبرت کئے جاتے ہیں، بیٹا باغیوں کے ساتھ شامل ہوکر پہاڑ پر چڑھ گیا تھا اور سمجھتا تھا کہ اتنی بلندی پر اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، پانی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، مگر اللہ کے حکم سے صرف پانی کی ایک موج آئی اور پہاڑ پر سے تنکے کی طرح بہا کرلے گئی، جب انسان اللہ کی ناقدری اور نافرمانی کرتا ہے تو اس کا بہت بُرا حال ہوتا ہے، وہ ذلت میں مبتلا کردیا جاتا ہے اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

☆ ابولہب کو اپنے بیٹوں پر بڑا ناز تھا، وہ اور اس کی بیوی نے اللہ کی ناقدری کی تو دونوں کی موت ذلت ورسوائی کے ساتھ ہوئی، بیوی کی موت رسی کے گلے میں پڑنے سے واقع ہوئی اور ابولہب انتہائی ذلت کی بیماری میں مرگیا، مرنے کے بعد اس کے بیٹے بھی اس کی لاش کے قریب آنے سے دور بھاگ گئے، بدبو کی وجہ سے وہیں پڑا سڑتا رہا آخر میں دور ایک گڑھا کھود کر غلاموں سے لکڑیوں کے ذریعہ ڈھکیل کر اس کو گڑھے میں گرادیا گیا اور مٹی ڈال دی گئی، اس ذلت اور بے عزتی کے واقعہ کو قیامت تک لوگ پڑھتے اور سنتے رہیں گے، جو اللہ کی ناقدری کرتا ہے وہ ایسے ہی ذلیل ورسواء ہوتا ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ